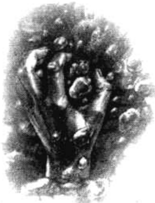
خطرناک گناہ

جنہیں لوگ معمولی سمجھتے ہیں

تالیف: فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد
مترجم: فضیلۃ الشیخ عبد السمیع عاصم بن ابی البرکات احمد

خطرناک گناہ

جنہیں لوگ معمولی سمجھتے ہیں





المکتبۃ الکریمیۃ
قرآن وسنت کی اشاعت کا عظیم ادارہ

6۔عظیم مینشن رائل پارک نزد لکشمی چوک لاہور فون 6364210

E-mail: alkarimiaa@hotmail.com



خطرناک گناہ

جنہیں لوگ معمولی سمجھتے ہیں



مؤلف: فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد

ترجمہ: فضیلۃ الشیخ عبدالسمیع آشر بن ابی البرکات احمد رحمہ اللہ



المکتبۃ الکریمیۃ

قرآن وسنت کی اشاعت کا عظیم ادارہ


بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضامین

مقدمہ از عبدالعزیز بن باز

بسم اللّٰہ والحمدللّٰہ و صلّی اللّٰہ وسلّم علی رسول اللّٰہ و علی آلہٖ و اصحابہٖ و من اھتدی بھداہ.

امابعد! میں نے یہ کتاب پڑھی ہے جسے فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح المنجد وفقہ اللّٰہ نے ''مُحَرَّمَاتٌ''اِسْتَهَانَ بِهَا النَّاسُ يَجِبُ الْحَذْرُ مِنْهَا'' کے عنوان پر لکھا ہے۔پس میں نے اسے بہت قیمتی اور کثیر الفائدہ کتاب پایا ہے۔مؤلّف نے اس میں بہت عمدہ اور جید باتیں لکھی ہیں۔اللہ اُسے جزائے خیر دے اور علمِ نافع اور عمل صالح میں زیادہ کرے اور مصنف کی اس کتاب اور دیگر تألیفات سے مسلمانوں کو نفع پہنچائے۔یقیناً اللہ سبحانہٗ بڑا سخی اور کرم والا ہے اور اس کی تائید طلب کرنے کے لئے ہی یہ تحریر جاری ہے۔

و صلی اللہ وسلّم علٰی نبینا محمد و آلہ و صحبہٖ

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
مفتی عام المملکۃ العربیۃ السعودیۃ
١١/٩/١٤١٤ھ

عرضِ ناشر

تمام تعریفات اللہ رب العزت کے لیے ہیں تمام نعمتیں، فضل اور احسان اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔

عربی زبان میں فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد کی اِس تألیف کو محترم عبدالسمیع آثم بن ابی البرکات احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اردو قالب میں ڈھالا ہے انہوں نے خلوص، محنت اور لگن سے اس کام کو نبھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن کے علم وعمل میں برکت ڈالے آمین۔ اِس کو شائع کرنے کی سعادت "المکتبة الکریمیة" کو ہو رہی ہے۔ اِس کی اشاعت کی غرض وغایت یہ ہے کہ اِس کے مفید مندرجات ومضامین کے مطالعہ سے ہمارے مسلمان بھائی اُن اہم امور اور مسائل سے آگاہی حاصل کر سکیں جن کا علم ہر مسلمان کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ خصوصاً اُن اسباب وعوامل کو وہ جان سکیں جن مہلک اور خطرناک گناہوں کو لوگ معاشرہ میں معمولی سمجھ کر دیدہ دلیری سے کر رہے ہیں حالانکہ یہ بڑے جرائم ہیں جن کی وجہ سے معاشروں کے معاشرے تہس نہس ہو رہے ہیں۔

قارئین سے گذارش ہے کہ اگر اِس کتاب میں کوئی غلطی اور کوتاہی محسوس کریں تو ہماری رہنمائی فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کتاب کے مؤلف، مترجم، ناشر اور ان تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اس کتاب کو شائع کرنے میں تعاون فرمایا۔ آمین!

دعاؤں کا طالب

محمد مسعود لون (ایڈووکیٹ) مدیر المکتبة الکریمیة

مقدمة المترجم

آج ہمارے معاشرے میں بہت سارے ایسے اعمال رائج ہیں جنہیں ہم بالکل معمولی بلکہ جائز سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ ربّ العزّت کے ہاں وہ انتہائی خطرناک اور مہلک ہیں، جن کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے جہنّم کے عذاب کی وعید سُنائی ہے۔

لیکن آج چونکہ ایمان بالآخرت بہت کمزور ہے اس لئے لوگ اِن شیطانی اعمال میں بڑی دیدہ دلیری اور بے پرواہی سے ملوّث ہیں۔ اس لئے ضرورت محسوس کی گئی کہ اِن بُرے اعمال کے ہولناک نتائج سے معاشرے کو آگاہ کیا جائے، اور اِس سلسلے میں فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ کی کتاب سامنے آئی جس کا اردو ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ شیخ موصوف نے معاشرے کی معمولی سمجھی جانے والی بُرائیوں کے متعلق خوب جھنجوڑا ہے اور بڑے دردمندانہ انداز میں یہ کتابچہ مرتّب فرمایا ہے، اللہ اُنہیں دنیا وآخرت میں اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین

اور اللہ کے فضل وکرم سے ''المکتبة الکریمیة'' نے اس مترجم کتاب کو شائع کیا ہے، اللہ تعالیٰ اِس عظیم ادارے کو تا قیامت قائم ودائم رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ اس عمل کو مصنّف، مترجم، شائع کنندگان اور جملہ معاونین کے لئے نجات ومغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

عبدالسمیع آثم بن ابی البرکات احمد

گوجرانوالہ

۲۹ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ

مقدمۃ المؤلف

اِنَ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

أمّا بعد: اللہ ربّ العزّت نے کچھ فرائض مقرر فرمائے ہیں جن کو ضائع کرنا جائز نہیں، اور کچھ حدّیں مقرر کی ہیں جن سے تجاوز کرنے کی اجازت نہیں۔ اور کچھ چیزیں حرام قرار دی ہیں جن کی حُرمت کو توڑنا جائز اور مباح نہیں۔

اور نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو کچھ حلال ٹھہرایا ہے وہ حلال ہے، اور جو کچھ حرام ٹھہرایا ہے وہ حرام ہے۔ اور جس سے سکوت فرمایا ہے وہ عافیت ہے پس اللہ سے عافیت قبول کرو۔ یقیناً اللہ بھولنے والا نہیں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

((وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا))

''اور تیرا رب بھولنے والا نہیں۔''❶

اور محرّمات اللہ عزوجل کی حدود ہیں: ارشاد باری ہے:

❶ مستدرك حاكم۔ ۲/۳۷۵۔

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلاَ تَقْرَبُوْهَا﴾ [سورہ بقرہ:۱۸۷]

''یہ اللہ کی حدیں ہیں پس ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔''

اور اللہ نے حدود توڑنے والے اور محرمات کا ارتکاب کرنے والے انسان کو بڑے خطرناک انجام کی دھمکی دی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ [سورۂ نساء : ۱۴]

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود سے تجاوز کرے گا اللہ اُسے آگ میں داخل کرے گا۔ وہ اُس میں ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لئے رُسوا کرنے والا عذاب ہے۔''

محرّمات سے بچنا واجب ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ وَ مَا اَمَرْتُكُمْ بِهٖ فَافْعَلُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)) ❶

''میں تمہیں جس کام سے منع کردوں پس اُس سے بچو اور جس کام کا حکم دوں جہاں تک تمہاری استطاعت ہے وہ کام کرو۔''

اور یہ بات عام دیکھنے میں آئی ہے کہ بعض خواہشات کے پیروکار، کمزور نفس والے اور تھوڑے علم والے جب مسلسل محرّمات کا تذکرہ سنتے ہیں تو اُن کا دل تنگ ہونے لگ جاتا ہے اور وہ اُف اُف کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں: جی ہر چیز ہی حرام ہے، تم نے تو ہماری زندگی مشکل میں ڈال دی، ہمارا جینا دوبھر کر ڈالا، ہمارے سینے

❶ مسلم شریف۔ کتاب الفضائل۔ باب توقیرہ و ترك اکثار سؤاله عمالا ضرورة الیه ......

تنگ کر ڈالے' تمہارے پاس ہر چیز کو حرام قرار دینے کے سوا ہے ہی کیا۔ دین تو بڑا آسان ہے۔ معاملہ بڑا وسیع ہے۔ اللہ بہت غفور و رحیم ہے...... ہم ان لوگوں کا مناقشہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

یقیناً الله جلَّ و عَلا جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔ اُس کے فیصلے کا کوئی تعاقب نہیں کر سکتا۔ وہ حکیم و خبیر ہے۔ وہ جس چیز کو چاہتا ہے حلال ٹھہراتا اور جس چیز کو چاہتا ہے حرام قرار دیتا ہے۔ ہم اُس کے عاجز بندے ہیں' ہماری عبودیت کے قواعد میں سے ہے کہ ہم اللہ کے ہر فیصلے پر راضی ہوں۔ اور اُسے تسلیم کریں۔

اور اللہ ربّ العزّت کے احکامات اُس کے علم' حکمت اور عدل سے صادر ہوئے ہیں۔ یہ بے کار اور کھیل تماشہ نہیں ہیں' جس طرح اللہ ربّ العزّت نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ [سورۃ انعام:١١٥]

''اور تیرے رب کا کلمہ سچائی اور عدل میں مکمل ہے' اس کے کلمات کو بدلنے والا کوئی نہیں' اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔''

اور اللہ ربّ العزت نے ہمارے لئے وہ ضابطہ بیان کیا ہے جس پر حلت و حرمت کا دارومدار ہے' ارشاد باری ہے:

﴿وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾

[سورۃ اعراف:١٥٧]

''اور وہ اُن کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال ٹھہراتا ہے اور اُن پر گندی اور خبیث

چیزیں حرام قرار دیتا ہے۔''

پس طیّب اور پاکیزہ چیز حلال ہے اور گندی اور خبیث چیز حرام ہے اور کسی بھی چیز کو حلال یا حرام ٹھہرانے کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے' پس جو شخص اپنے لئے اس حق کا دعویٰ کرے یا کسی غیر میں اس حق کا اقرار کرے' پس اُس نے ایسا کفر کیا جو اس کو ملّتِ اسلامیہ سے باہر نکال دے گا۔

﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ......﴾

[سورۂ شوریٰ:۲۱]

''کیا اُن کے لئے شرکاء ہیں جنہوں نے اُن کے لئے دین میں شریعت سازی کی ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔''

اور یہ بھی یاد رکھئے کہ کسی کو بھی حلال' حرام کے بارے کلام کرنے کی اجازت نہیں۔ صرف کتاب وسنت کا علم رکھنے والے ماہر علماء ہی کو اس کی اجازت ہے' جو شخص بغیر علم کے اشیاء کو حلال یا حرام ٹھہرائے اس کے بارے بڑی سخت وعید آئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ......﴾ [سورۂ نحل:۱۱۶]

''اور نہ کہو جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے' تاکہ تم اللہ پر جھوٹ باندھو......''

اور قطعی محرّمات قرآن اور سنت میں موجود و مذکور ہیں۔ جس طرح ارشاد ربانی ہے:

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَ لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ......﴾

[سورۃ انعام:۱۵۱]

''کہہ دو! آؤ میں تم کو پڑھ کر سناؤں کہ میرے ربّ نے تم پر کیا کچھ حرام ٹھہرایا ہے۔ (اُس نے تمہیں وصیت کی ہے) کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرو اور اپنی اولاد کو بھوک کے ڈر سے قتل نہ کرو۔''

اسی طرح احادیث میں بہت ساری محرمات کا ذکر موجود ہے۔

جس طرح ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَ الْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ)) ❶

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے شراب، مُردار، خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت کرنا حرام ٹھہرایا ہے۔''

اور ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ اِذَا حَرَّمَ شَيْئًا حَرَّمَ ثَمَنَهٗ)) ❷

''یقیناً اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو حرام قرار دے تو اس کی قیمت کو بھی حرام ٹھہراتا ہے۔''

اور بعض نصوص میں بعض مخصوص محرّمات کا ذکر ہے، جس طرح اللہ ربّ العزّت نے کھانے پینے سے متعلقہ چند محرّمات کا ذکر فرمایا ہے:

❶ سنن ابی دائود ۔ کتاب البیوع۔ الاجارۃ۔ باب فی ثمن الخمر و المیتۃ۔

❷ دارقطنی ۳/۷۔ حدیث صحیح ہے۔

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَ مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَ مَا اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ......﴾ [سورۂ مائدہ:۳]

''تمہارے اوپر مُردار' خون' خنزیر کا گوشت اور جو غیراللہ کے نام پر ذبح یا تقسیم کیا گیا ہو حرام کر دیا گیا ہے۔ اور اس طرح گلا گھونٹ کر مرنے والا جانور' لاٹھی سے مرنے والا' اونچی جگہ سے گر کر مرنے والا اور دوسرے جانور کے سینگ سے مرنے والا بھی حرام ہے۔ اور جسے کوئی درندہ کھا جائے وہ بھی مگر یہ کہ تم ذبح کرلو۔ اور جو غیراللہ کے اڈوں اور درباروں پر ذبح کیا جائے وہ بھی حرام ٹھہرایا گیا ہے اور تم پر یہ بھی حرام ہے کہ تم تیروں کے ذریعے قسمت آزمائی کرو۔''

اور اللہ ربّ العزت نے نکاح سے متعلقہ محرّمات کا ذکر فرمایا ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَ بَنَاتُكُمْ وَ اَخَوَاتُكُمْ وَ عَمَّاتُكُمْ وَ خَالَاتُكُمْ وَ بَنَاتُ الْاَخِ وَ بَنَاتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهَاتُ نِسَآئِكُمْ......﴾

[سورۂ نساء:۲۳]

''تمہارے اوپر تمہاری مائیں' بیٹیاں' بہنیں' پھوپھیاں' خالائیں' بھتیجیاں' بھانجیاں' وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے۔ تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں یعنی ساس......حرام کر دی گئی ہیں۔''

اور معاش وکسب سے متعلقہ محرّمات کے بارے میں فرمایا:

﴿اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰو......﴾ [سورۂ بقرہ:۲۷۵]

''اللہ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سُود کو حرام ٹھہرایا ہے۔''

اور اللہ رحیم وکریم نے ہمارے لئے بے شمار پاکیزہ چیزیں حلال قرار دی ہیں' یہی وجہ ہے کہ اللہ نے حلال چیزوں کی تفصیل ذِکر نہیں کی بلکہ جو چیزیں حرام تھیں اُن کا تذکرہ کیا اور باقی تمام چیزوں کو حلال ٹھہرایا۔ کیونکہ حلال چیزیں اتنی زیادہ ہیں کہ اُنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا اور محرّمات کی تفصیل اس لئے فرمائی کہ وہ محدود اور مختصر ہیں' تاکہ ہم اُن کو پہچان لیں اور اُن سے بچ جائیں۔ جس طرح ارشاد باری ہے:

﴿وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ﴾

[سورۂ انعام:۱۱۹]

''اور اللہ نے جو چیزیں حرام قرار دی ہیں اُن کی تفصیل تمہارے لئے بیان کر دی ہے۔ مگر جس کی طرف تم مجبور کئے جاؤ''۔

اور جو چیزیں حلال ہیں اُنہیں اجمالی طور پر حلال قرار دیا بشرطیکہ وہ چیزیں طیّب ہوں' گندی نہ ہوں۔ ارشادِ باری ہے:

﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلاً طَيِّباً......﴾

[سورۂ بقرہ:۱۶۸]

''اے لوگو! جو کچھ زمین میں حلال طیب ہے کھاؤ۔''

پس یہ اللہ کی رحمت اور شفقت ہے کہ اُس نے چیزوں میں اصل اباحت رکھی ہے۔ حتیٰ کہ حرام ہونے کی دلیل قائم ہو' پس جس چیز پر حرام ہونے کی دلیل قائم ہو

جائے وہ حرام ہے باقی حلال۔ یہ اللہ کا کرم، فضل اور انعام ہے کہ اُس نے ہمیں تنگی میں نہیں ڈالا بلکہ ہمیں وسعت دی ہے۔ اللہ کے اس انعام و فضل پر اُس کی حمد، شکر اور اطاعت ہم پر فرض ہے۔

بعض لوگ جب حرام اشیاء کی تعداد اور تفصیل دیکھتے ہیں تو اُن کے دل احکامِ شرعیہ پر تنگ ہونے لگتے ہیں اور یہ اُن کے ضُعفِ ایمان اور عدمِ علمِ دین کی بناء پر ہے کیا یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اِن پر حلال چیزوں کی فہرست اُتاری جاتی تا کہ پھر انہیں سمجھ آتی کہ حلال اشیاء بہت زیادہ ہیں اور دین آسان ہے؟ کیا یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ان کے سامنے حلال چیزوں کی تفصیلات رکھی جاتیں، پھر انہیں اطمینان ہوتا کہ شریعت نے ان کی زندگی تنگ نہیں کی؟؟؟

کیا یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ان کے لئے لکھا جاتا کہ ذبح کردہ جانوروں اونٹ، گائے، بکری، خرگوش، ہرن، پہاڑی بکرا، مُرغ، کبوتر، بطخ، شُتر مُرغ اور چوپایوں کا گوشت حلال ہے اور مکڑی و مچھلی کا مُردار حلال ہے؟

اور یہ کہ سبزیاں، ترکاریاں، پھل، دانہ جات وغیرہ حلال ہیں۔

اور یہ کہ پانی، دودھ، شہد، زیتون، تیل اور سرکہ وغیرہ حلال ہیں۔

اور یہ کہ نمک، مصالحہ جات اور خوشبوئیں حلال ہیں۔

اور یہ کہ لکڑی، لوہا، ریت، کنکر، پلاسٹک، شیشے اور ربڑ سے فائدہ اُٹھانا حلال ہے۔

اور یہ کہ جانوروں، کاروں، گاڑیوں، کشتیوں اور جہازوں پر سواری کرنا حلال ہے۔

اور یہ کہ ائر کنڈیشنر' برف' غسل خانہ' صابون' تولیہ' چکی' آٹا گوندھنے والی مشین' قیمہ کرنے والی مشین' جوسر' آلاتِ طبّ' ہندسہ' حساب' رصد' کشتیاں' عمارتیں بنانا' مختلف ذرائع کے ساتھ زمین سے پانی نکالنا' پٹرول' کانیں' صفائی کرنا' ڈیکوریشن کرنا' پرنٹنگ اور کمپیوٹر اور کیلکو لیٹر وغیرہ حلال ہیں۔

اور یہ کہ کاٹن' سُوت' اُون' بال' جائز چمڑا' نائلون اور پولیسٹر پہننا حلال ہے۔

اور یہ کہ نکاح' شاپنگ' کفالت' ضمانت' اِجارہ' مزدوری' مختلف پیشے مثلاً: بڑھئی' لوہار' مکینک اور بکریاں چرانا حلال ہے۔

تو کیا اس انداز سے تمام حلال چیزوں کو گننا اور شمار کرنا بھلا ممکن ہے؟ کبھی نہیں' تو پھر اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ بات کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔

اور اِن لوگوں کا یہ کہنا کہ ''دین تو آسان ہے'' لہٰذا دین میں اتنے محرّمات کہاں تو یہ کلمۂ حق ہے لیکن اس سے ان کی مراد باطل ہے۔ کیونکہ دین کی آسانی لوگوں کی خواہشات کے مطابق نہیں' بلکہ شریعت کے مطابق ہے پس ''دین آسان ہے'' کا بہانہ بنا کر حرمتوں کو توڑنا' اور محرّمات کا ارتکاب کرنا' اور اللہ کی نازل کردہ رخصتوں کو قبول کرنا اِن دونوں چیزوں کے درمیان بہت بڑا واضح فرق ہے۔ شرعی رخصتوں کو قبول کرنا تو مستحب ہے' اور شرعی رخصتیں صرف وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں۔ مثلاً: سفر میں روزہ چھوڑنا' سفر میں نماز کو قصر اور جمع کرنا' مقیم کے لئے ایک رات اور دِن موزوں اور جرابوں پر مسح کرنا اور مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں مسح کرنا' پانی کے استعمال سے نقصان کے خوف کے وقت تیمّم کرنا' بیمار وغیرہ کے لئے دو نمازوں کو جمع کرنا' منگیتر کی طرف ایک نظر دیکھنا' قسم کے کفّارے میں غلام کی آزادی'

دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا کپڑا پہنانے میں اختیار دینا اور انتہائی مجبوری کے وقت مُردار کھانا وغیرہ، یہ شرعی رُخصتیں ہیں، جنہیں قبول کرنا چاہئے۔ لیکن اس کے برعکس ''دین آسان ہے'' کا بہانہ بنا کر اللہ کی حدود کو توڑنا، محرّمات کا ارتکاب کرنا یہ اللہ کی کھلی بغاوت اور نافرمانی ہے۔

گذشتہ باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ محرّمات کو حرام ٹھہرانے میں بہت سی حکمتیں ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ اِن محرّمات کے ساتھ اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ بندے کیسے عمل کرتے ہیں۔ اور اہلِ جنت اور اہلِ جہنّم کے درمیان امتیاز بھی یہ ہے کہ اہلِ جہنّم خواہشات میں ڈوبے ہوئے ہیں، اور اہلِ بہشت مکروہات و مصائب پر صبر کرتے ہیں۔ اگر یہ امتحان نہ ہوتا تو نافرمان اور پیروکار کے درمیان امتیاز نہ ہوتا، اور اسی طرح اہلِ ایمان اللہ سے اجر مانگتے ہوئے، اس کی رضا طلب کرتے ہوئے، اور اس کا حُکم مانتے ہوئے اِن شرعی پابندیوں کی طرف دیکھتے ہیں تو اُن پر یہ پابندیاں بالکل آسان ہو جاتی ہیں (بلکہ وہ اِن پابندیوں کو قبول کرنے میں فرحت محسوس کرتے ہیں)، اور اہلِ نفاق ان پابندیوں کو تکلیف، بوجھ اور محرومی کی نظر سے دیکھتے ہیں، تو اُن کے لئے اِن پابندیوں کو قبول کرنا بارِ گراں دکھائی دیتا ہے۔

اور مطیع و فرمانبردار انسان محرّمات کو چھوڑ کر راحت اور سکون محسوس کرتا ہے، کیونکہ جو شخص اللہ کے لئے کوئی بُری چیز چھوڑ دے اللہ اُسے اس کے عوض میں اچھی اور بہتر چیز عطا کرتا ہے، اور فرمانبردار بندہ اپنے دِل میں ایمان کی مٹھاس پاتا ہے۔

محترم قاری! آپ اس رسالے میں کچھ محرمات پائیں گے جن کی حُرمت

شریعت سے ثابت ہے' اور ان کی حُرمت کے دلائل بھی آپ اس رسالے میں پائیں گے'[1] یہ وہ محرّمات ہیں جن کا ارتکاب مسلم معاشرے میں عام ہو چکا ہے' اور میرا اس سے مقصود فقط اصلاح اور خیر خواہی ہے۔ میں اپنے لئے اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور توفیق مانگتا ہوں' اور دُعا کرتا ہوں کہ اللہ ہمیں حدود اللہ پر رُکنے کی توفیق بخشے اور ہمیں محرّمات وسیئات سے بچائے۔ اور اللہ ہی بہتر حفاظت کرنے والا اور سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔[2]

محمد صالح المنجد

---

1. اس عنوان پر کئی اور کتب بھی موجود ہیں اس سلسلے میں ابن نحاس الدمشقی کی کتاب ''تنبیہ الغافلین'' بڑی جید (عمدہ) کتاب ہے۔
2. بہت سارے افاضل علماء نے اس کتاب کا مراجعہ فرمایا۔ اللہ ان کو جزاء دے اور ان میں سرفہرست سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور میں نے ان کی تعلیقات حاشیہ میں (ز) کی رمز کے ساتھ درج کردی ہیں۔

شرک کرنا

محرمات میں سے سب سے بڑا حرام کام اللہ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا ہے' حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ (ثَلَاثًا) قَالُوْا: قُلْنَا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ......)) ❶

''کیا میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں: ہم نے کہا: کیوں نہیں' ضرور بتایئے' تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔......''

اور شرک وہ گناہ ہے جو اللہ کبھی معاف نہیں کرے گا' اس لئے مرنے سے پہلے پہلے اس کے لئے مخصوص توبہ کی ضرورت ہے' ارشادِ باری ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ......﴾ [سورۂ نساء. ۴۸]

''یقیناً اللہ کبھی نہیں بخشے گا کہ اُس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔''

اور شرک وہ چیز ہے جو آدمی کو ملّتِ اِسلام سے خارج کر دیتی ہے' اور مشرک

❶ صحیح بخاری۔ کتاب الشهادات۔ باب ما قیل فی شهادة الزور۔ و صحیح مسلم۔ کتاب الایمان۔ باب الکبائر و اکبرھا۔

اگر شرک پر مَر جائے تو دائمی جہنّمی ہے۔

شرک کی چند مروّجہ شکلیں

مسلمانوں کے بہت سارے مُلکوں اور شہروں میں شرک کی مروّجہ صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

قبر پرستی

قبر پرستی اور یہ اعتقاد کہ فوت شدہ اولیاء حاجتیں پوری کرتے ہیں' مشکلیں آسان کرتے ہیں اور اُن سے مدد مانگنا بہت بڑا اشرکیہ عمل ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ......﴾ [سورۂ اسراء:۲۳]

''اور تیرے ربّ نے فیصلہ کیا ہے کہ تم صرف اُسی کی عبادت کرو۔''

اسی طرح فوت شدہ انبیاءِ کرام اور بزرگانِ دین کو سفارش کے لئے پکارنا' یا مشکل سے نجات کے لئے پکارنا بھی شِرک ہے' ارشادِ باری ہے:

﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکْشِفُ السُّوْءَ وَ یَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰـہٌ مَّعَ اللّٰہِ......﴾ [سورۂ نمل:۶۲]

''(کیا معبودانِ باطل بہتر ہیں) یا وہ جو مجبور کی دُعا کو قبول کرتا ہے جب وہ اُسے پکارے' اور تکلیف دُور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں خلیفے بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔''

اسی طرح بعض لوگ شیخ یا ولی کے نام کا ذکر اپنی عادت بنا لیتے ہیں' اور اُٹھتے

بیٹھتے گرتے پڑتے اُسے گنگناتے رہتے ہیں' اور مصیبت و تکلیف کے وقت اُسے پکارتے ہیں' کوئی یا محمد ﷺ کہہ رہا ہے' کوئی یا علی رضی اللہ عنہ پکار رہا ہے' کوئی یا حسین رضی اللہ عنہ کہہ رہا ہے' کوئی یا جیلانی پکار رہا ہے' کوئی یا شاذلی کہہ رہا ہے' کوئی یارفاعی پکار رہا ہے' کوئی سیّدہ زینب کو آواز دے رہا ہے اور کوئی ابن علوان کو پکار رہا ہے۔حالانکہ ارشاد باری ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ﴾

[سورۂ اعراف:۱۹۴]

''یقیناً جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہارے جیسے بندے ہیں۔''

اور بعض قبروں کے پجاری قبروں کے گرد طواف کرتے ہیں۔قبر کے کونوں کو چھوتے ہیں' ہاتھ پھیرتے ہیں' قبر کے پتھروں کو چومتے ہیں' اور قبر کی مٹی اپنے چہروں پر ملتے ہیں' اور قبر کو دیکھتے ہی سجدہ کرتے ہیں' اور قبر پر کھڑے ہو کر خشوع و خضوع اور انتہائی عاجزی و انکساری سے دُعائیں کرتے ہیں۔قبر والوں سے حاجتیں پوری کرنے' بیماروں کو شفا دینے' اولاد دینے اور مشکلیں آسان کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں' اور کئی دفعہ قبر والے کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: اے میرے آقا! میں بڑی دور سے آیا ہوں مجھے خالی ہاتھ واپس نہ بھیجنا...... جبکہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَا ئِهِم غَافِلُوْنَ﴾ [سورۂ احقاف:۵]

''اور اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو اللہ کو چھوڑ کر اُن کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دُعا قبول کر ہی نہیں سکتے اور وہ اُن کی دُعا سے غافل ہیں۔''

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ مَّاتَ وَ هُوَ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ)) ❶

''جو اس حال میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کے سوا کسی شریک کو پکارتا تھا وہ آگ میں داخل ہوگا۔''

اور بعض لوگ قبروں کے پاس سر منڈواتے ہیں' اور بعض لوگوں نے کتابیں پکڑی ہوتی ہیں جن کا عنوان ہوتا ہے: ''حج مشاهد کے طریقے'' اور مشاهد سے مراد قبریں اور بزرگوں کے دربار ہیں' (یعنی بعض لوگ کعبۃ اللہ کے حج کی طرح قبروں اور درباروں کا حج کرتے ہیں' نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ)۔

اور بعض لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اولیاء کائنات میں تصرّف کرتے ہیں اور نفع و نقصان کے مالک ہیں' جبکہ ارشادِ باری ہے:

﴿وَ اِنْ يَّمْسَسْکَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلاَ کَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَ اِنْ يُّرِدْکَ بِخَيْرٍ فَلاَ رَآدَّ لِفَضْلِهٖ﴾ [سورۂ یونس:۱۰۷]

''اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اُس کے سوا کوئی اُسے دور کرنے والا نہیں' اور اگر وہ تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو کوئی اس کے فضل کو روکنے والا نہیں۔''

غیر اللہ کے لئے نذر ماننا

اِسی طرح شرکیہ کاموں میں سے ایک کام غیر اللہ کے نام پر نذر ماننا ہے' جس

---

❶ صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر۔ باب قوله تعالیٰ۔ ((و من الناس من يتخذ من دون الله اندادا......))

طرح یہ قبر پرست لوگ قبر والوں کے لئے چراغ جلانے اور چادر چڑھانے وغیرہ کی نذر مانتے ہیں۔

غیراللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا

ایک بہت بڑا شرکیہ عمل غیراللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا ہے' ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾ [سورۂ کوثر:۲]

''پس اپنے ربّ کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔''

اِس آیت کا مطلب ہے کہ صرف اللہ کے نام پر جانور ذبح کرو۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ)) ❶

''جو شخص غیراللہ کے نام پر جانور ذبح کرے اُس پر اللہ لعنت بھیجتا ہے۔''

ذبیحہ سے متعلقہ دو محرّمات ہیں ایک غیراللہ کی رضا کے لئے ذبح کرنا اور دوسرا غیراللہ کے نام پر ذبح کرنا' دونوں صورتوں میں ذبیحہ حرام ہے' اور جاہلیت کے حرام ذبیحوں میں سے ایک قسم وہ بھی ہے جسے ''ذبیحۃ الجنّ'' کہتے ہیں' جو آج بھی رائج ہے' لوگ جب مکان خریدتے' کنواں کھودتے اور مکان تعمیر کرتے ہیں تو اس کی چوکھٹ کے پاس جانور ذبح کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے جن نقصان نہیں پہنچائیں گے' اسے ''ذبیحۃ الجنّ'' کہا جاتا ہے۔ ❷

---

❶ صحیح مسلم ۔ کتاب الأضاحی۔ باب تحریم الذبح لغیر الله تعالیٰ و لعن فاعله۔

❷ تیسیر العزیز الحمید۔ الافتاء ص ۱۵۸۔

اللہ کے حرام کردہ کو حلال یا حلال کردہ کو حرام ٹھہرانا

شرکِ اکبر کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت اللہ کے حلال کردہ کو حرام ٹھہرانا اور اللہ کے حرام کردہ کو حلال ٹھہرانا بھی ہے' یا یہ اعتقاد رکھنا کہ فلاں بزرگ' ولی اور پیر کو بھی حلال حرام کا حق حاصل ہے' یا برضا و رغبت جاہلی قوانین و عدالتوں میں مقدّمات لے کر جانا۔ ارشادِ باری ہے:

﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ [سورۃ توبہ:۳۱]

''عیسائیوں نے اپنے عالموں اور راہبوں کو اللہ کے مقابلے میں رب بنالیا۔''

جب عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی تو انہوں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے مولویوں اور راہبوں کی پوجا تو نہیں کرتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے' لیکن مجھے یہ بتاؤ جب تمہارے مولوی اور راہب اللہ کے حلال کردہ کو حرام اور اللہ کے حرام کردہ کو حلال ٹھہراتے تھے تو تم اُن کی بات مانتے تھے کہ نہیں؟ تو عدی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں' مانتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس یہی اُن کی عبادت کرنا اور اُنہیں ربّ بنانا ہے۔ [1] اور اللہ ربّ العزّت نے مشرکوں کا وصف بیان کیا ہے:

﴿لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ وَ لَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ﴾

[سورۃ توبہ:۲۹]

''کہ (مشرک) اللہ اور اس کے رسول کے حرام کردہ کو حرام نہیں مانتے اور دینِ حق کو قبول نہیں کرتے......''

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] السنن الکبریٰ للبیھقی ۱۰/۱۱۶۔ ترمذی ۳۰۹۵۔

﴿قُلْ اَرَاَیْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ﴾ [سورۂ یونس:۵۹]

''کہہ دو! جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اُتارا ہے' اور تم اس میں سے (اپنی مرضی سے) حلال اور حرام ٹھہراتے ہو' کہہ دو! کیا اللہ نے تم کو یہ حق دیا ہے' یا تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو؟''

جادو' کہانت اور نجومیّت

جادو کُفر ہے اور سات مہلک گناہوں میں سے ہے' اور یہ مُضِرّ ہی مُضِرّ ہے نفع مند نہیں ہے' اللہ تعالیٰ نے جادو سیکھنے کے متعلق ارشاد فرمایا:

﴿فَیَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا یَنْفَعُهُمْ﴾ [سورۂ بقرہ:۱۰۲]

''پس وہ ایسی چیز (جادو) سیکھتے جو انہیں نقصان پہنچاتی تھی اور نفع نہیں دیتی تھی۔''

اور ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ لَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی﴾ [سورۂ طٰہٰ:۶۹]

''اور جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا جہاں سے بھی آئے۔''

اور جادو کرنے والا کافر ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ مَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوْلَا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ......﴾

[سورہ بقرہ:۱۰۲]

''اور سلیمان علیہ السلام نے کُفر (جادو) نہیں کیا' لیکن شیطانوں نے کُفر (جادو) کیا' وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور وہ جادو سکھاتے جو (بطورِ آزمائش) دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اُتارا گیا' حالانکہ وہ دونوں فرشتے کسی کو جادو نہ سکھاتے حتیٰ کہ پہلے اُسے کہتے: کہ ہم آزمائش ہیں پس تو (جادو سیکھ کر) کفر نہ کر......''

پس مذکورہ بالا آیت میں اللہ ربّ العزّت نے جادو کو کُفر قرار دیا ہے۔

اور جادوگر کافر ہے۔ اسلامی حکومت کو حق حاصل ہے کہ اسے قتل کر دے' اور جادوگر کی کمائی حرام ہے' لیکن اس کے باوجود جاہل' ظالم اور کمزور ایمان والے لوگ جادوگروں کے پاس جادو کروانے کے لئے جاتے ہیں' تاکہ جادو کے ذریعے لوگوں پر زیادتی کریں اور اُن سے انتقام لیں' اور بعض لوگ جادو کا اثر زائل کروانے کے لئے جادوگروں کے پاس جاتے ہیں اور یہ حرام ہے' کیونکہ اُن کے لئے واجب تو یہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں' اور اللہ کے کلام معوذتین وغیرہ کے ذریعے شفاء حاصل کریں۔

اور کاہن اور نجومی دونوں کافر ہیں' جب وہ علمِ غیب کا دعویٰ کریں' کیونکہ اللہ کے سوا کوئی غیب جاننے والا نہیں' اور اکثر نجومی اور کاہن سادہ لوح لوگوں کو بے وقوف بنا کر مال بٹورتے ہیں' اور کئی وسائل استعمال کرتے ہیں مثلاً: ریت میں لکیریں کھینچنا' کوڑیاں مارنا' ہاتھ پڑھنا' پلیٹیں پڑھنا' شیشے کی گولیاں اور آئینے وغیرہ۔ اگر وہ ایک بار سچ بولیں تو سو مرتبہ جھوٹ بولتے ہیں' لیکن بے وقوف لوگ ان کے جھوٹ بھول جاتے ہیں' اور سو میں سے جو ایک بات سچ نکلتی ہے اُسے یاد رکھتے اور مشہور کر دیتے

ہیں‘ اور مستقبل پہچاننے اور شادی بیاہ اور کاروبار میں کامیابی یا ناکامی معلوم کرنے کے لئے ان جھوٹوں کے پاس آتے ہیں‘ اور اسی طرح گمشدہ چیزیں معلوم کرنے کے لئے ان فراڈیوں کے پاس جاتے ہیں‘ پس جو شخص ان کے پاس آئے اور ان کی بات کی تصدیق کر دے پس وہ ملّتِ اسلام سے خارج اور کافر ہے‘ اور اس کی دلیل نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

((مَنْ اَتٰی کَاهِناً اَوْ عَرَّافاً فَصَدَّقَهُ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ)) ❶

”جو شخص کسی کاہن یا نجومی کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی پس اُس نے محمد ﷺ پر اُتارے گئے دین کا کفر کیا۔“

اور وہ شخص جو کاہن اور نجومی کے پاس جاتا تو ہے لیکن اُس کی تصدیق نہیں کرتا کہ وہ غیب کا علم رکھتا ہے بلکہ صرف تجربہ کے لئے جاتا ہے تو وہ کافر نہیں ہوگا لیکن اتنا بڑا مجرم ہوگا کہ اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی‘ اور اس کی دلیل نبی ﷺ کی یہ حدیث ہے:

((مَنْ اَتٰی عَرَّافاً فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً)) ❷

”جو شخص کسی نجومی کے پاس آیا اور اُس سے کوئی سوال کیا تو اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوگی۔“

---

❶ مسند احمد ۴۲۹/۲ ‘ صحیح الجامع ۵۹۳۹۔

❷ صحیح مسلم۔ کتاب السلام۔ باب تحریم الکهانة واتیان الکهان۔

لوگوں کی زندگی اور حوادث میں ستاروں کی تاثیر کا عقیدہ رکھنا

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی۔ رات بھر بارش ہوتی رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہوتے ہی فرمایا:

((هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟))

''کیا جانتے ہو تمہارے ربّ نے کیا کہا ہے؟''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا:

((اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ))

''اللہ اور اسکا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں''۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَالَ: اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِي وَ كَافِرٌ، فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ رَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِی وَ كَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ، وَاَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَ كَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي وَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ)) [1]

''اللہ نے فرمایا ہے: کہ میرے بندوں نے صبح کی ہے، بعض مومن ہیں بعض کافر ہیں، پس جس نے یہ کہا کہ ہمیں اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش دی گئی وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا اور ستاروں کی پرستش کا انکار کرنے والا ہے، اور جس نے کہا کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش دی گئی، پس وہ

---

[1] صحیح بخاری ۔ کتاب الاستسقاء۔ باب قول اللہ تعالیٰ ((و تجعلون رزقکم انکم تکذبون))

میرے ساتھ کُفر کرنے والا اور ستاروں پر ایمان رکھنے والا ہے۔“

اور اسی میں سے ہے جو اخبارات اور جرائد میں بُرجوں کی قسمت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے' پس جو شخص ستاروں اور افلاک کی تاثیر کا عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے۔ اور اگر محض تسلی کے لئے پڑھے تو وہ نافرمان اور مجرم ہے۔ کیونکہ شرک پڑھ کر تسلی حاصل کرنا ناجائز اور حرام ہے' اور شدید خطرہ ہے کہ ابلیس ملعون اس کے پڑھنے کی وجہ سے اس کے دل میں ان چیزوں کا اعتقاد ہی نہ ڈال دے' اور یہ پڑھنا اس کے شرک کا وسیلہ وذریعہ ہی نہ بن جائے۔

بعض اشیاء میں نفع کا اعتقاد رکھنا

ایسی اشیاء جن کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح پیدا نہیں کیا جس طرح لوگ منکوں اور شرکیہ منتروں میں اور کئی قسم کے مُہروں اور کوڑیوں میں اور معدنی حلقوں میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں' اور اس اعتقاد کے پیچھے کسی کاہن یا جادوگر کا اشارہ ہوتا ہے یا یہ باطل نظریہ اور عقیدہ موروثی طور پر آباء واجداد سے چلا آرہا ہوتا ہے' پس لوگ ان اشیاء کو اپنی اور اپنی اولاد کی گردنوں میں لٹکاتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس طرح نظر نہیں لگے گی یا اِن اشیاء کو اپنی گاڑیوں اور اپنے گھروں میں لٹکاتے ہیں' اور اسی طرح مختلف پتھروں کے نگینے والی انگوٹھیاں پہنتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان پتھروں کی وجہ سے فلاں فلاں بیماری یا بلا نہیں چمٹے گی۔

یاد رکھئے! اس میں کوئی شک وشبہ ہی نہیں کہ یہ کام توکّل علی اللہ کے منافی ہے' اور اس سے انسان کا مزید نقصان ہی ہوتا ہے' اور یہ کام حرام چیز سے علاج کو متضمّن ہے۔ اور اسی طرح وہ تعویذات لٹکانا' جن میں غیر اللہ سے مدد مانگی جاتی

ہے۔ جنوں' شیطانوں کو پکارا جاتا ہے' یا ایسی عبارتیں ہوتی ہیں جو سمجھ میں ہی نہیں آتیں' اور شعبدہ باز" قرآنی آیتیں" لکھ کر ساتھ غیر اللہ سے مدد مانگنے والے شرکیہ الفاظ خلط ملط کر دیتے ہیں' اور کئی لوگ تو نجاستوں کے ساتھ قرآنی آیات لکھتے ہیں۔ غرضیکہ مذکورہ بالا اشیاء کو گردن میں لٹکانا یا جسم کے کسی حصّے پر باندھنا حرام ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ اَشْرَكَ)) ❶

"جس نے منکہ وغیرہ لٹکایا اُس نے شرک کیا۔"

جو شخص بھی ایسا کرنے کے ساتھ یہ اعتقاد رکھے کہ یہ چیزیں نفع ونقصان پہنچاتی ہیں تو وہ مشرک ہے' اور جو یہ سمجھے کہ یہ چیزیں نفع ونقصان کے اسباب میں سے ہیں تو چونکہ اللہ نے ان چیزوں کو اسباب نہیں بنایا تو وہ شرکِ اصغر کا مرتکب ہے اور یہ چیز" شرک کے اسباب" میں داخل ہے۔

عبادات میں ریاکاری

عملِ صالح کی شروط میں سے ہے کہ وہ ریاء سے خالص ہو اور سنت کے مطابق ہو۔ جو شخص اس لئے عبادت کرے کہ لوگ اُسے دیکھیں' تو وہ شرکِ اصغر کا مرتکب ہے اور اس کے اعمال برباد ہیں۔ جس طرح ریاکاری کی نماز کے بارے میں ارشادِ باری ہے:

﴿اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ وَ اِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَاءُ وْنَ النَّاسَ وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا

❶ مسند احمد ـ ٤/١٥٦ـ

قَلِيْلًا﴾ [سورۂ نساء:۱۴۲]

''یقیناً منافق (اپنے گمانِ باطل میں) اللہ کو دھوکا دیتے ہیں اور اللہ اُن کو اُن کے دھوکے کی سزا دینے والا ہے اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی سے کھڑے ہوتے ہیں۔لوگوں کو دِکھانے کے لئے نماز پڑھتے ہیں اور اللہ کا ذِکر تھوڑا ہی کرتے ہیں۔''

اسی طرح جب اس غرض سے عمل کیا جائے کہ اس کا عمل لوگوں کے اندر مشہور ہو اور لوگ اسے سنیں، سنائیں، تو ایسا کرنے والا شرک میں واقع ہو جائے گا، اور اس سلسلے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوعاً حدیث میں وعید آئی ہے:

((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَ مَنْ رَاٰى رَاٰى اللّٰهُ بِهٖ)) ❶

''جو شخص شہرت کے لئے عمل کرے گا اللہ اُسے بدلے میں شہرت ہی دے گا اور جو شخص ریا کاری کے لئے عمل کرے گا اللہ اُسے ریا کاری ہی دے گا۔''

اور یاد رکھئے! جو شخص کسی عبادت میں اللہ کے ساتھ بندوں کا بھی قصد کرے پس اُس کا عمل ضائع اور برباد ہے۔جس طرح حدیثِ قدسی میں ہے:

((اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيَ غَيْرِي تَرَكْتُهٗ، وَ شِرْكَهٗ)) ❷

''میں سب شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہوں، جس نے عمل کیا اور اُس عمل میں میرے ساتھ میرے غیر کو شریک کیا، میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔(یعنی اُس کا عمل برباد کر دیتا ہوں)۔''

❶ مسلم شریف۔ کتاب الزھد۔ باب تحریم الریاء ❷ مسلم شریف حدیث نمبر ۲۹۸۵۔

اور جو شخص عمل کو اللہ کے لئے شروع کرے پھر اُس میں ریاء آ جائے اور اگر وہ اُس ریاء کو دفع کرنے کی کوشش کرے اور اسے بہت بُرا جانے اور پوری محنت کے ساتھ ریاء کو دور کرنے کی کوشش کرے تو پھر اُس کا عمل صحیح ہے' لیکن اگر اُس نے ریاء کو پسند کرلیا اور ریاء کاری سے اس کے دل کو سکون ملا تو اکثر اہلِ علم کا یہی مؤقف ہے کہ اُس کا عمل باطل ہو جائے گا۔

بدشگون لینا' نحوست پکڑنا

نحوست پکڑنا اور شگون لینا کافر قوموں کا شیوہ رہا ہے' ارشادِ باری ہے:

﴿فَاِذَا جَآءَ تْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ......﴾ [سورۂ اعراف:۱۳۱]

''پس جب ان (فرعونیوں) کو بھلائی پہنچتی تو کہتے: کہ یہ ہماری وجہ سے ہے' اور جب اُنہیں بُرائی اور پریشانی پہنچتی تو موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں سے نحوست پکڑتے''

یعنی یہ کہتے: کہ (معاذ اللہ) موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کی نحوست سے ہمیں یہ مصیبتیں پڑ رہی ہیں۔

اِسی طرح عرب کا طریقہ تھا' جب اُن میں سے کوئی سفر وغیرہ کا ارادہ کرتا تو ایک پرندہ پکڑ کر چھوڑ دیتا' اگر پرندہ دائیں جانب اُڑتا تو نیک شگون لیتا اور سفر وغیرہ کر لیتا اور اگر پرندہ بائیں طرف اُڑتا تو بدشگون لیتا اور اپنا ارادہ ختم کر دیتا اور نبی ﷺ نے اس عمل کے بارے میں فرمایا: ((اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ)) [1]

---

[1] مسند احمد ۱/۳۸۹۔ صحیح الجامع ۳۹۵۵۔

''بدشگون لینا شرک ہے۔''

اسی طرح یہ عقیدہ رکھنا کہ بعض مہینے منحوس ہیں مثلاً صفر میں نکاح کو بُرا جاننا' اور بعض دنوں کو منحوس ٹھہرانا' مثلاً ہر مہینے کے آخری بُدھ کو زبردست منحوس گرداننا اور بعض عددوں کو منحوس سمجھنا۔ مثلاً: ۱۳ کا عدد منحوس قرار دینا اور اسی طرح بعض ناموں کو اور بعض عیب اور آفت والے افراد کو منحوس سمجھنا مثلاً: صبح دُکان پر جاتے وقت راستے میں کوئی بھینگا آدمی دیکھ لیا تو اُس سے نحوست پکڑی اور واپس لوٹ آیا۔

الغرض! اس قسم کے سارے معاملات و افعال حرام ہیں اور شرک میں سے ہیں' اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں سے براءت کا اعلان فرمایا ہے۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ وَ لَا تُطُيِّرَ لَهُ' وَ لَا تَكَهَّنَ وَ لَا تُكُهِّنَ لَهُ (وَ اَظُنُّهُ قَالَ:) اَوْ سَحَرَ اَوْ سُحِرَ لَهُ)) ❶

''وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے نحوست پکڑی یا جس کے لئے نحوست پکڑی گئی' اور جس نے کہانت کی یا جس کے لئے کہانت کی گئی۔''

اور راوی کہتا ہے: میرے خیال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ''اور جس نے جادو کیا یا جس کے لئے جادو کیا گیا''

اور جو شخص اس میں واقع ہو جائے اُس کا کفارہ اِس حدیث میں ہے جو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ مِنْ حَاجَةٍ فَقَدْ اَشْرَكَ' قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا

❶ الطبرانی فی الکبیر ۱۸/۱۶۲۔

كَفَّارَةُ ذٰلِكَ. قَالَ اَنْ يَّقُوْلَ اَحَدُهُمْ: اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَ لَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ)) ❶

''جس کو بدشگونی کسی کام سے روک دے، تو تحقیق اُس نے شرک کیا' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (کفارہ یہ ہے) کہ آدمی یہ کلمات کہے: یااللہ! کوئی خیر نہیں سوائے اُس خیر کے جو تیری طرف سے ہو اور کوئی شگون نہیں

سوائے اُس شگون کے جو تیری طرف سے ہو۔ اور تیرے سوا کوئی اِلٰہ نہیں۔''

اور شگون پکڑنا لوگوں کی طبیعتوں میں سے ہے' کسی میں کم ہوتا ہے اور کسی میں زیادہ' اور اس کا سب سے اہم علاج توکل علی اللّٰہ ہے' جس طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ہمارے نفسوں میں بھی کچھ نہ کچھ یہ چیز واقع ہو جاتی ہے' لیکن اللہ تعالیٰ توکل کرنے سے اسے زائل کر دیتا ہے۔ ❷

غیر اللہ کے نام کی قسم اُٹھانا

اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ اپنی مخلوقات میں سے جس کی چاہے قسم اُٹھائے' لیکن مخلوق کو اجازت نہیں کہ وہ غیر اللہ کی قسم اُٹھائے' لیکن آج اکثر لوگوں کی زبانوں پر غیر اللہ کی قسمیں رائج ہیں' حالانکہ قسم تعظیم کی ایک نوع ہے' وہ اللہ کے سوا کسی کے لائق نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلَا اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَآئِكُمْ، مَنْ كَانَ حَالِفاً فَلْيَحْلِفْ

---

❶ مسند احمد ۲/ ۲۲۰۔ یہ روایت ضعیف ہے' لہٰذا اسے تمریض کے صیغے سے ہی ذکر کرنا چاہیے۔ (ز)

❷ سنن ابی دائود ۔ کتاب الطب و کتاب الکہانۃ و الطیر۔ باب فی الطیرۃ۔

بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ)) ❶

''خبردار! اللہ نے تم کو منع کیا ہے کہ تم اپنے باپوں کی قسم اُٹھاؤ' جو شخص بھی قسم اُٹھانا چاہے صرف اللہ کے نام کی قسم اُٹھائے یا پھر خاموش رہے۔''

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ)) ❷

''جس نے غیر اللہ کی قسم اُٹھائی تو اُس نے شرک کیا۔''

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا)) ❸

''جس نے امانت کی قسم اُٹھائی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

پس کعبہ' امانت' شرف' عون' برکتِ فلاں' حیاتِ فلاں' جاہِ نبی' جاہِ ولی' ماں باپ اور اولاد کے سر وغیرہ میں سے کسی چیز کی قسم نہیں اُٹھانی چاہیے۔ یہ ساری قسمیں حرام ہیں۔ جو شخص اس قسم کی کوئی قسم اُٹھا بیٹھے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھے۔ جس طرح صحیح حدیث میں ہے:

((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) ❹

''جو شخص قسم اُٹھائے' اور یہ الفاظ کہے لات اور عزّیٰ کی قسم' تو وہ لَا اِلٰ، اِلَّا

---

❶ صحیح بخاری ـ کتاب الأیمان والنذور۔ باب لا تحلفوا بآبائکم۔ ❷ مسند احمد ۱۲۵/۲۔ ❸ سنن ابی دائود۔ کتاب الایمان والنذور۔ باب کراھیة الحلف بالأمانة۔

❹ صحیح بخاری۔ کتاب الأیمان والنذور۔ باب لا یحلف باللات والعزی ولا بالطواغیت۔

اللہ پڑھے۔"

چند چھپے ہوئے شرکیہ امور اور حرام کلمات

چند ایسے امور ہیں جو حقیقت میں شرکیہ ہیں اور حرام ہیں' لیکن اکثر لوگ انہیں شرکیہ سمجھتے ہی نہیں اور اُن میں سے زیادہ کا تعلق زبان کے کلمات سے ہے' مثلاً: یہ کہنا: کہ میں اللہ کی اور تیری پناہ پکڑتا ہوں' میں اللہ پر اور تجھ پر توکّل کرتا ہوں' یہ اللہ اور تیری طرف سے ہے' میرا اللہ کے سوا اور تیرے سوا کوئی نہیں' میرے لئے آسمان میں اللہ ہے اور زمین میں تُو ہے' اگر اللہ اور فلاں نہ ہوتا تو...... ❶ میں اسلام سے بری ہوں' ہائے زمانے کی ناکامی' (اس میں وہ سارے کلمات داخل ہیں جن میں زمانے کو گالی دی جائے' مثلاً کتنا بُرا زمانہ ہے' کتنا منحوس وقت ہے' زمانہ بڑا غدار ہے وغیرہ' کیونکہ زمانے کو گالی دینا اللہ کو گالی دینا ہے جس نے زمانے کو پیدا کیا ہے)۔ جو طبیعت چاہے' اور اسی طرح وہ سارے نام جن میں غیر اللہ کی طرف عبد کی اضافت کی گئی ہو مثلاً: عبدالمسیح' عبدالنّبی عبدالرّسول' عبدالحسین وغیرہ۔

اسی طرح وہ جدید اصطلاحات اور عبادات جو توحید کے خلاف ہیں: مثلاً: اسلامی اشتراکیت' اسلامی جمہوریت' عوام کا ارادہ اللہ کا ارداہ ہے' دین اللہ کا اور وطن سب کا' عورت کے نام سے' گائے کے نام سے وغیرہ وغیرہ' یہ سب کلمات حرام ہیں۔ اسی طرح مَلِک الملوک (شہنشاہ) جیسے الفاظ کسی بھی انسان کے متعلق

---

❶ ان کلمات میں درست طریقہ یہ ہے کہ کہے: میں اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں پھر آپ کی پناہ پکڑتا ہوں۔ یعنی لفظ "اور" کی بجائے لفظ "پھر" استعمال کرے۔ (ز)

بولنا' جیسے کہا جاتا ہے: شہنشاہِ ایران وغیرہ' یہ بھی محرّمات میں سے ہے' اور منافق یا کافر کے لئے لفظِ سیّد یا اس کا ہم معنی کوئی لفظ استعمال کرنا بھی جائز نہیں' اسی طرح اپنی گفتگو میں حرفِ لَو (اگر) کا استعمال جو کہ ناراضگی' ندامت اور حسرت پر دلالت کرتا ہے' اور شیطان کے عمل کا دروازہ کھولتا ہے' اور یہ کہنا بھی ناجائز ہے: یااللہ! اگر تُو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے۔ ❶

منافقوں اور فاسقوں کے ساتھ بیٹھنا اور اُنس پکڑنا

اکثر لوگ جن کے دلوں میں ایمان پختہ نہیں ہوتا وہ اہلِ فسق و فجور کی مجالس اور ہم نشینی اختیار کرتے ہیں' بلکہ بسا اوقات ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں جو اللہ کی شریعت میں طعن زنی اور اللہ کی آیتوں سے استہزاء کرتے ہیں' اور اللہ کے نیک بندوں کا مذاق اُڑاتے ہیں' اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ عمل حرام ہے اور آدمی کے عقیدے میں خرابی کا باعث ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا رَأَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْ آیَاتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ [سورۂ انعام:۶۸]

''اور جب آپ اُن لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیتوں کا مذاق اُڑاتے ہیں تو اُن سے اعراض کریں' حتیٰ کہ وہ کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں اور اگر شیطان آپ کو بھلا دے تو یاد آ جانے کے بعد ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھیں۔''

❶ تفصیل کے لیے الشیخ ابوبکر زید کی کتاب ''معجم المناهي اللفظية'' دیکھئے۔

لہٰذا ایسی حالت میں اُن کے ساتھ بیٹھنا جائز نہیں خواہ وہ قریبی رشتہ دار ہی ہوں' اور خواہ اُن کی زبانیں میٹھی اور اُن کی معاشرت بہت نرم ہی کیوں نہ ہو' ہاں صرف ایک صورت ہے کہ اُن کا انکار کیا جائے' اُن کی تردید کی جائے اور انہیں خیر کی طرف دعوت دی جائے۔ اگر چپ کر کے بیٹھنا ہو یا اُن کے ان امور پر راضی ہونا ہو تو پھر قطعاً جائز نہیں' ارشاد باری ہے:

﴿فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ﴾

[سورۂ توبہ:۹۶]

''پس اگر تم ان پر راضی ہو بھی گئے تو یقیناً اللہ فاسق قوم سے راضی نہیں ہو گا۔''

نماز میں ترکِ اطمینان

چوری کے جرائم میں سے بہت بڑا جرم نماز کی چوری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً اَلَّذِيْ يَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهِ' قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ كَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِه؟ قَالَ: لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَ لَا سُجُوْدَهَا)) [1]

''سب سے بُرا چور وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! نماز سے چوری کس طرح ہو سکتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نماز میں رکوع اور سجدہ پورا اور کامل ادا نہ کرنا نماز میں چوری

[1] مسند احمد ۵/ ۳۱۰' صحیح الجامع ۹۹۷۔

کرنا ہے۔"

ثابت ہوا کہ نماز میں ترکِ اطمینان اور رکوع وسجود میں عدمِ استقرار اور رکوع کے بعد اور دو سجدوں کے درمیان عدمِ استقرار نماز میں چوری ہے اور بہت سارے نمازیوں میں یہ چوری پائی جاتی ہے۔ کوئی مسجد ایسے نمازیوں کے نمونے سے خالی نہیں' جو نماز میں اطمینان نہیں پکڑتے۔ جبکہ نماز میں اطمینان نماز کا رُکن ہے' جس کے بغیر نماز درست نہیں اور یہ بڑا خطرناک امر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُجْزِئُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ)) ❶

"آدمی کی نماز کفایت ہی نہیں کرتی جب تک وہ رکوع اور سجود میں اپنی پُشت سیدھی نہ کرے۔"

اور اس بات میں کوئی شک ہی نہیں کہ یہ ایک بُرائی ہے جس کا مرتکب ڈانٹ ڈپٹ اور دھمکی و وعید کا مستحق ہے۔ حضرت ابو عبداللہ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بیٹھ گئے' تو ایک آدمی آیا اور اپنی نماز کے رکوع و سجود میں ٹھونگے مارنے لگ گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَتَرَوْنَ هٰذَا؟ مَنْ مَّاتَ عَلٰى هٰذَا مَاتَ عَلٰى غَيْرِ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ يَنْقُرُ صَلٰوتَهٗ كَمَا يَنْقُرُ الْغُرَابُ الدَّمَ' اِنَّمَا مَثَلُ الَّذِيْ يَرْكَعُ وَ يَنْقُرُ فِي

---

❶ ابوداؤد۔ كتاب الصلاة۔ باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود۔ صحيح الجامع ٧٢٢٤۔

سُجُودِهٖ كَالْجَائِعِ لَا يَأْكُلُ اِلَّا التَّمْرَةَ وَالتَّمْرَتَيْنِ فَمَا تُغْنِيَانِ عَنْهُ)) ❶

''کیا تم اسے دیکھ رہے ہو؟ جو شخص ایسی حالت میں (نمازیں پڑھتے ہوئے) مرا وہ محمد ﷺ کی ملّت پر فوت نہیں ہوا' یہ نماز میں ٹھونگے مار رہا ہے جس طرح کوّا خون میں ٹھونگے مارتا ہے۔ یقیناً نماز کے رکوع وسجود میں ٹھونگے مارنے والے کی مثال اُس بھوکے کی طرح ہے جو صرف ایک یا دو کھجوریں کھائے' بھلا دو کھجوریں اُسے کیا کفایت کریں گی۔''

اور حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو رکوع وسجود کو پورا نہیں کر رہا تھا۔ تو انہوں نے کہا:

((مَا صَلَّيْتَ وَ لَوْمُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ فِطْرَةِ الَّتِىْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّداً ﷺ)) ❷

''تُو نے نماز نہیں پڑھی' اور اگر تو اسی حالت پر مر جائے تو تُو اس فطرت پر نہیں مرا جس پر اللہ نے محمد ﷺ کو پیدا فرمایا۔''

لہٰذا ترکِ اطمینان کے مرتکب ہونے والے کو چاہئے کہ جب اُسے علم ہو جائے وہ موجودہ وقت کی نماز دُہرائے' اور گزشتہ کے بارے میں اللہ سے سچی توبہ کرے اور بخشش مانگے' ہاں باقی گزشتہ ساری نمازوں کو لوٹانا اُس پر واجب نہیں ہے' جس طرح

((اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))

❶ ابن خزیمه ۳۳۲/۱ ' صفة صلاة النبی ﷺ للالبانی رحمه الله ۱۳۱۔ ❷ بخاری مع الفتح ۲۷٤/۲۔

والی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

نماز میں فضول کام اور بکثرت حرکت کرنا۔

یہ ایک بہت بڑی آفت ہے، بہت سارے نمازی اس میں مبتلا ہیں، اور وہ اللہ کے اس حکم کو نظر انداز کیے ہوئے ہیں:

﴿وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِیْنَ﴾ [سورۂ بقرہ: ۲۳۸]

''اور اللہ کے لئے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہوا کرو۔''

اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بھی سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾

[سورۂ مومنون: ۱-۲]

''تحقیق مؤمن کامیاب ہوگئے جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔''

اور جب نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کہ ہم سجدے میں جاتے وقت سجدے کی جگہ سے مٹی برابر کرلیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَمْسَحْ وَ اَنْتَ تُصَلِّیْ فَاِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً تَسْوِيَةُ الْحَصَى)) [1]

''آپ نماز کے دوران زمین پر ہاتھ نہ پھیریں، ہاں اگر ضرور ہی کرنا ہے تو صرف ایک بار کنکریاں صاف کریں۔''

اہلِ علم نے ذکر کیا ہے کہ بغیر ضرورت کے پے در پے حرکت کرنا نماز کو باطل کر

---

۱) ابوداؤد۔ کتاب الصلاۃ۔ باب مسح الحصافی الصلاۃ۔ صحیح الجامع ۷۴۵۲۔ اور س کی اصل مسلم شریف میں بھی معیقیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

دیتا ہے۔لیکن پتہ نہیں لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ کہ اللہ کے آگے کھڑے ہوتے ہیں اور کبھی گھڑی دیکھتے ہیں۔ کبھی کپڑے درست کرتے ہیں' کبھی ناک میں انگلی ڈالتے ہیں' کبھی دائیں بائیں اور آسمان کی طرف نظریں گھماتے ہیں' اوراس بات سے نہیں ڈرتے کہ کہیں ان کی آنکھیں ہی نہ اُچک لی جائیں' یا شیطان ان کا اجروثواب ہی نہ چُرالے۔

مقتدی کا عمداً اپنے امام سے سبقت لے جانا

انسان کی طبیعت میں عُجلت ہے:

﴿وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا﴾ [سورۃ اسراء:۱۱]

''اورانسان بہت جلد باز ہے۔''

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلتَّأَنِّي مِنَ اللّٰهِ وَالْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ)) [1]

''بُردباری اور تحمل اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔''

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ نمازی باجماعت نماز ادا کرتے وقت امام سے پہلے رکوع وسجود میں چلے جاتے ہیں اور تکبیراتِ انتقال میں امام سے سبقت لے جاتے ہیں' حتیٰ کہ نماز سے سلام پھیرنے میں بھی امام سے آگے نکل جاتے ہیں۔ اور یہ عمل اکثر لوگوں کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتا جبکہ اس سلسلے میں نبی ﷺ سے سخت وعید ثابت ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

[1] السنن الکبریٰ للبیهقی : ۱۰/۱۰۴۔

((اَمَا يَخْشَى الَّذِيْ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يُّحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهٗ رَأْسَ حِمَارٍ)) ❶

''جو شخص امام سے پہلے اپنا سر اُٹھاتا ہے کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کے سر میں تبدیل کر دے۔''

جب نمازی کو نماز کے لئے آتے وقت وقار اور سکون سے آنے کا حکم دیا گیا ہے تو نماز کے دوران تو بالاً ولیٰ اطمینان' وقار اور سکون ضروری ہے۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جن کی نمازوں میں امام سے آگے نکلنا اور پیچھے پیچھے رہنا خلط ملط ہو جاتا ہے۔ فقہاء نے اس سلسلے میں ایک طریقہ بتایا ہے وہ یہ کہ جب امام اللہ اکبر کی ''ر'' کہہ لے تو مقتدی حرکت شروع کرے۔ نہ اس سے پیچھے ہو نہ آگے۔ اس طریقے سے معاملہ آسان ہو جائے گا' صحابہ رضی اللہ عنہم تو امام سے پیچھے رہنے پر بڑے حریص تھے' حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر اُٹھاتے تو ہم میں سے کوئی اُس وقت تک سجدے کے لئے اپنی پشت نہیں جھکاتا تھا جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ لیتے' پھر پیچھے والے سجدے میں گرتے۔ ❷

اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمر رسیدہ ہو گئے' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکت میں قدرے آہستگی واقع ہو گئی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقتدیوں سے فرمایا:

((يَاأَيُّهَاا النَّاسُ! اِنِّي قَدْ بَدَّنْتُ فَلَا تَسْبِقُوْنِيْ بِالرُّكُوْعِ

❶ مسلم شریف۔ کتاب الصلاۃ۔ باب تحریم سبق الامام برکوع أو سجود و نحوهما۔

❷ صحیح مسلم۔ کتاب الصلاۃ۔ باب متابعة للإمام والعمل بعدهٗ۔

وَالسُّجُوْدِ......)) ❶

''اے لوگو! میں بھاری جسم والا ہو گیا ہوں۔ پس رکوع و سجود میں مجھ سے آگے نہ نکلو''

اور امام کو چاہیئے کہ تکبیرات کہنے میں سنت پر عمل کرے۔ اور اس کا طریقہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اَللّٰهُ اَکبر کہتے پھر جب رکوع میں جاتے تو اَللّٰهُ اَکبر کہتے۔ پھر سجدے میں گرتے وقت اَللّٰهُ اَکبر کہتے' پھر سجدے سے سر اٹھاتے وقت اَللّٰهُ اَکبر کہتے......' پھر ساری نماز میں اسی طرح کرتے اور دو رکعتوں سے اُٹھتے وقت بھی اَللّٰهُ اَکبر کہتے''۔ ❷

پس جب امام سنت کے مطابق اپنی حرکت اور آواز کو ایک دوسرے کے موافق رکھے گا اور مقتدی امام کے پیچھے رہنے پر حریص ہوگا تو با جماعت نماز کا معاملہ درست ہو جائے گا۔

لہسن پیاز یا کوئی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ......﴾

[سورۂ اعراف:٣١]

''اے بنو آدم! ہر مسجد کے پاس اپنی زینت اختیار کرو۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

❶ بیهقی ٢/٩٣' ارواء الغلیل ٢/٢٩٠۔ ❷ بخاری شریف حدیث ٧٥٦۔

((مَنْ اَكَلَ ثُوماً اَوْ بَصلاً فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ قَالَ: فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا، وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ)) ❶

''جو شخص لہسن یا پیاز کھالے وہ ہم سے یا ہماری مسجد سے علیحدہ رہے' اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔''

اور مسلم شریف میں روایت ہے:

((مَنْ اَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَالْكُرَّاثَ فَلاَ يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَاِنَّ الْمَلاَئِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُوْ آدَمَ)) ❷

''جو شخص پیاز' لہسن اور گندنا کھائے پس وہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے' پس فرشتے بھی اس چیز سے تکلیف اُٹھاتے ہیں جس سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں۔''

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبۂ جمعہ میں یہ بات ارشاد فرمائی: اے لوگو! تم یہ دونوں پودے (لہسن اور پیاز) کھاتے ہو' میں تو انہیں گندا سمجھتا ہوں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی آدمی سے ان کی بُو محسوس کرتے تو اُس کے بارے حُکم دیتے اور اُسے مسجد سے اُٹھا کر جنت البقیع (قبرستان) میں چھوڑ دیا جاتا' پس جو شخص ضرور یہ کھانا چاہے وہ پکا کر اس کی بو ختم کر لے۔ ❸

❶ بخاری شریف۔ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة۔ باب الأحکام التی تعرف بالدلائل۔

❷ صحیح مسلم۔ کتاب المساجد۔ باب نهی من اکل ثوما او بصلا او کراثا او نحوها...... ❸ صحیح مسلم۔ کتاب المساجد۔ باب نهی من اکل ثوما او بصلا او کراثا او نحوها......

اوراس باب میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو کام کاج کرتے ہوئے گندے کپڑوں سمیت مسجد میں آ جاتے ہیں اوراُن کے کپڑوں' جرابوں اور بغلوں سے گندی بُو آ رہی ہوتی ہے۔

اوراس سے بھی بدترین وہ لوگ ہیں جوسگریٹ نوشی کرتے ہیں' اور حُقّہ پینا اور سگریٹ نوشی کرنا حرام ہے' اور یہ لوگ حرام کاارتکاب کرکے اوراُس کی گندی بُو لے کر مسجد میں آ جاتے ہیں اوراللہ کے صفائی پسند بندوں' فرشتوں اورنمازیوں کوایذاء دیتے ہیں۔

زنا(بدکاری)

چونکہ شریعت کے مقاصد میں سے ایک مقصد عزت اورنسل کی حفاظت بھی ہے اس لئے شریعت میں زنا کی حرمت بھی آئی ہے۔ارشادِ باری ہے:

﴿وَ لا تَقْرَبُوْا الزِّنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ سَآءَ سَبِيْلاً﴾

[سورۂ اسراء:۳۲]

''اورزنا کے قریب بھی نہ جاؤ' یقیناً زنا کھلی بے حیائی اوربُراراستہ ہے۔''

بلکہ شریعت نے پردے' آنکھ نیچی رکھنا اورغیرمحرم عورت کے ساتھ عدمِ خلوت وغیرہ کاحکم دے کرزنا کے سارے راستے بند کردیئے ہیں۔

اورشادی شدہ زانی کو انتہائی بدترین اورسخت سزا دی جائے گی اور وہ سزا پتھروں سے ہلاک کرنا ہے' تاکہ وہ اپنے اس کرتوت کاوبال چکھے' اورتاکہ اس کے جسم کاایک ایک عضو تکلیف اُٹھائے کیونکہ اُس نے اسے حرام میں استعمال کیا ہے' اورغیر شادی شدہ زانی کوسوکوڑے برسائے جائیں اور یہ گنتی حدودِشرعیہ میں سب سے زیادہ

ہےاوراس کے ساتھ ساتھ ایک بڑے مجمع میں یہ سزا نافذ کی جائے تاکہ وہ ذلیل ہو اور اُسے ایک سال تک اُس کے علاقے سے نکال دیا جائے تاکہ وہ رُسوا ہو۔

اور بدکار مردوں اور عورتوں کا برزخی عذاب یہ ہے کہ وہ ایک تنور میں ہوں گے جو اوپر سے تنگ اور نیچے سے وسیع ہوگا اس کے نیچے آگ جلائی جائے گی' اور وہ تنور میں ننگے ہوں گے' جب آگ بھڑکائی جائے گی وہ چیخیں گے اور تنور کے منہ تک بلند ہو جائیں گے حتیٰ کہ وہ باہر گرنے کے قریب ہوں گے' پھر جب آگ مدھم کی جائے گی تو وہ تنور کی تہہ میں گر پڑیں گے۔ بار بار اُن کے ساتھ ایسا ہی ہوگا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

اور یہ عمل مزید قبیح ہو جاتا ہے جب بڑھاپا آ جانے کے باوجود یہ عمل کیا جائے' جبکہ آدمی قبر کے منہ پر کھڑا ہوتا ہے اور اس کی مہلت کی انتہا ہو رہی ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ))

''تین قسم کے آدمی ہیں اللہ قیامت کے دن اُن سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ہی اُنہیں پاک کرے گا' اور نہ ہی اُن کی طرف دیکھے گا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔''

((شَيْخٌ زَانٍ وَ مَلِكٌ كَذَّابٌ' وَ عَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ)) ❶

''اُن میں سے ایک بوڑھا زانی' اور دوسرا جھوٹا بادشاہ اور تیسرا فقیر

❶ صحيح مسلم۔ كتاب الايمان۔ باب بيان غلظ تحريم اسبال الإزار والمن بالعطية......

متکبّر ہے۔"

اور بدترین کمائی زانیہ کی اُجرت ہے جو وہ زنا کے بدلے میں وصول کرتی ہے' اور اپنی شرمگاہ سے کمائی کرنے والی زانیہ نصف رات کے وقت جب آسمان کے دروازے کھلتے ہیں دعا کی قبولیت سے محروم کر دی جاتی ہے ❶ اور فقیری اور محتاجی اللہ کی حدود کو توڑنے کے لئے قطعاً شرعی عذر نہیں ہے۔ اور پرانے لوگوں کا محاورہ ہے: شریف عورت بھوکی مر سکتی ہے لیکن اپنے پستانوں کی کمائی نہیں کھا سکتی...... چہ جائیکہ وہ اپنی شرمگاہ کی کمائی کھائے؟؟؟

ہمارے اس دور میں بے حیائی اور بدکاری کا ہر دروازہ کھلا ہوا ہے' اور شیطان نے اپنے مکر اور اپنے چیلوں چمچوں کے مکر سے بدکاری کا راستہ آسان کر دیا ہے' اور نافرمان اور فاجر لوگ اُس کے پیچھے چل رہے ہیں جس کے نتیجے میں بناؤ سنگھار اور بے پردگی عام ہے۔ اور نظر وفکر کی آوارگی بہت زیادہ ہے' اور مرد وزن کا اختلاط بہت زوروں پر ہے' اور گندی تصویروں پر مشتمل روزنامے' ہفت روزے اور مجلّات عام ہیں' فحش فلمیں بڑے عروج پر ہیں' لوگ بدکاری کے لئے سفر کرتے دکھائی دیتے ہیں' بدکاری کی منڈیاں لگی ہوئی ہیں۔ آبروریزی بڑی کثرت سے ہے' حرام کی اولاد بڑھ رہی ہے' اور حمل گرانے کے واقعات بڑھ رہے ہیں...... یااللہ! ہم تیری رحمتِ لطف اور شفقت سے سوال کرتے ہیں کہ ایسے حالات میں ہماری عزتوں کی حفاظت فرما اور ہمیں فواحش سے بچا' اور ہمارے دلوں کو پاک اور شرمگاہوں کو محفوظ فرما۔ اور ہمارے درمیان اور حرام کاموں کے درمیان بہت بڑا پردہ اور مضبوط رکاوٹ کھڑی کر دے۔

❶ صحيح الجامع - ٢٩٧١-

لواطت......اغلام بازی

قومِ لوط کا سب سے نمایاں جرم یہ تھا کہ وہ لوگ مردوں سے خواہش پوری کرتے تھے' ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لُوطاً اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اِنَّكُمْ لَتَأْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِيْنَ' اَئِنَّكُمْ لَتَأْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَ تَأْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ......﴾ [سورۂ عنکبوت:۲۹]

''اور لوط علیہ السلام کا تذکرہ کرو جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: یقیناً تم ایسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جس کا ارتکاب تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا' یقیناً تم مردوں سے شہوت پوری کرتے ہو' اور راہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں بُرائیاں کرتے ہو......''

اِس جُرم کی سنگینی اور قباحت کی وجہ سے اللہ نے اس کی مرتکب قوم کو ایسی چار سزائیں دیں جو اور کسی قوم پر جمع نہیں کیں۔ ① اللہ نے اُن کی آنکھیں مٹا دیں' ② اُن کی بستی کو اُلٹ دیا' ③ اُن پر سخت نوکدار پتھر برسائے' ④ اور ان پر چیخ کا عذاب بھیجا۔

اور ہماری شریعتِ اسلامیہ میں اس جُرم کی سزا (راجح قول کے مطابق) فاعل ومفعول کو قتل کرنا ہے' جب وہ رضا اور اختیار سے یہ جُرم کریں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ وَّجَدْ تُّمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهِ)) ❶

---

❶ مسند احمد۔ ۱/۳۰۰' صحیح الجامع۔ ٦٥٦٥۔

''جس کو تم دیکھو کہ وہ قومِ لوط والا عمل کر رہا ہے تو فاعل (کرنے والا) اور مفعول (جس سے کیا جارہا ہے) دونوں کو قتل کردو۔''

اور آج ہمارے دور میں جو خطرناک بیماریاں پھیلی ہوئی ہیں جو گذشتہ دور میں نہیں تھیں مثلاً: طاعون' ایڈز وغیرہ یہ اس جُرم کی بناء پر ہیں' اسی لئے شریعت نے اس کی سزا بہت خطرناک مقرر کی ہے۔

شرعی عذر کے بغیر بیوی کا شوہر کے بستر پر آنے سے انکار کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانُ عَلَیْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ)) ❶

''جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر دعوت دے' تو وہ انکار کردے اور شوہر غصے کی حالت میں رات گزارے تو اُس عورت پر صبح تک فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''

آج کل بہت سی عورتیں جب کسی معاملے میں شوہر سے اختلاف کرتی ہیں تو وہ اپنے گمان کے مطابق اُسے یہ سزا دیتی ہیں کہ اُس سے ہم بستری کا حق روک لیتی ہیں' اوران کی اس حرکت پر بہت سی خرابیاں جنم لیتی ہیں' ایک تو یہ کہ شوہر کے حرام میں واقع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے' دوسرا یہ کہ بعض دفعہ معاملہ برعکس ہو جاتا ہے اور شوہر اپنی بیوی کا مطالبہ پورا کرنے کی بجائے کسی اور عورت سے شادی کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ لہٰذا بیوی کا فرض ہے کہ وہ شوہر کی دعوت فی الفور قبول کرے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

❶ بخاری شریف۔ کتاب النکاح۔ باب اذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها۔

((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَلْتُجِبْ وَ اِنْ کَانَتْ عَلٰی ظَھْرِ قَتَبٍ)) ❶

''جب شوہر اپنی بیوی کو بستر کی طرف دعوت دے تو بیوی کو چاہئے کہ فوراً دعوت قبول کرے اگر چہ وہ اونٹ کے کجاوے پر بیٹھی ہو۔''

عورت کا اپنے شوہر سے کسی شرعی سبب کے بغیر طلاق مانگنا

بہت سی عورتیں شوہر سے معمولی اختلاف ہو جانے پر طلاق مانگنے میں بہت جلدی کرتی ہیں یا شوہر اگر عورت کا مالی مطالبہ پورا نہ کرے تو عورت طلاق مانگنے لگ جاتی ہے اور بعض دفعہ بعض اقرباء یا پڑوسیوں کے ایماء پر بھی ایسا ہوتا ہے' اور بعض دفعہ تو عورت انتہائی محرّک الفاظ میں یہ مطالبہ کرتی ہے مثلاً: اگر تو مرد ہے تو مجھے طلاق دے اور یہ بات واضح ہے کہ طلاق کے نتیجے میں بہت سے

مفاسد جنم لیتے ہیں' مثلاً: خاندان کا شیرازہ بکھرنا' اولاد کا متفرق ہو جانا وغیرہ' اور بعض دفعہ عورتیں شرمندہ بھی ہوتی ہیں لیکن اس وقت شرمندگی نفع نہیں دیتی' یہی وہ اسباب اور وجوہ ہیں جن کی بناء پر شریعت نے عورت کے لئے طلاق مانگنا حرام ٹھہرایا ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَیُّمَا امْرَأَۃٍ سَأَلَتْ مِنْ زَوْجِھَا الطَّلَاقَ مِنْ غَیْرِ بَأْسٍ' فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ)) ❷

''جو عورت بھی اپنے شوہر سے بلاوجہ طلاق مانگے تو اس پر جنت کی خوشبو بھی

❶ صحیح الجامع۔ ۵۴۷' زوائد البزار۔ ۱۸۱/۲۔ ❷ مسند احمد۔ ۲۷۷/۵' صحیح الجامع ۲۷۰۳۔

حرام ہے۔''

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْمُخْتَلِفَاتِ وَالْمُنْتَزِعَاتِ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ)) ❶

''یقیناً خلعہ لینے والی اور طلاق لینے والی عورتیں منافقہ ہیں۔''

ہاں! اگر کوئی سبب شرعی قائم ہو جائے مثلاً: شوہر کا نماز چھوڑنا' نشہ آور اشیاء استعمال کرنا' یا حرام کام پر مجبور کرنا' یا ظلم و زیادتی کرنا' یا حقوقِ شرعیہ سے محروم رکھنا وغیرہ' اور نصیحت اور اِصلاح کارگر ثابت نہ ہو رہی ہو تو ایسی صورت میں عورت اگر طلاق مانگے تو وہ قطعاً گنہگار نہیں ہوگی۔

ظِہَار

جاہلیت کے وہ الفاظ جو اس امت میں بھی رائج ہو چکے ہیں ان میں سے ایک لفظ ''ظہار'' ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو کہہ دیتا ہے کہ تو میرے اوپر میری ماں کی طرح ہے۔ یا شوہر اپنی بیوی کو بہن کہہ دیتا ہے۔ ایسے الفاظ شریعت میں حرام ہیں کیونکہ ان میں عورت پر ظلم ہے' ارشاد باری ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهَاتِهِمْ اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا اللَّائِيْ وَ لَدْنَهُمْ وَ اِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَراً مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْراً وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ﴾ [سورۂ مجادلہ:۲]

''وہ لوگ جو تم میں سے اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں' وہ اُن کی مائیں نہیں

❶ الطبرانی فی الکبیر ـ ۱۷/۳۳۹ـ صحیح الجامع ـ ۱۹۳٤ـ

ہیں' اُن کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے' اور یقیناً وہ بہت بُری اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور یقیناً اللہ درگزر کرنے والا بہت بخشنے والا ہے۔''

شریعت نے اس کا کفارہ بہت سخت مقرر کیا ہے جو قتلِ خطا کے کفارے اور حالتِ روزہ میں بیوی سے مجامعت کے کفارے کے مشابہ ہے اور ظہار کرنے والا جب تک کفارہ ادا نہ کرلے بیوی کے قریب نہیں جا سکتا۔ ارشادِ باری ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَ لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

[مجادلہ:۳۔۴]

''وہ لوگ جو اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں' پھر وہ لوٹتے ہیں اپنی بات کو تو ایک غلام آزاد کروایا جائے اس سے پہلے کہ وہ دونوں (میاں بیوی) ایک دوسرے کے قریب ہوں' یہ تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے' پس جو نہ پائے (غلام آزاد نہ کرسکے) تو دو ماہ مسلسل روزے رکھے اس سے پہلے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوں۔ پس جو اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور یہ اللہ کی حدود ہیں' اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔''

بیوی سے دورانِ حیض مباشرت کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾ [سورۂ بقرہ:۲۲۲]

''اورلوگ آپ سے حیض کے بارے سوال کرتے ہیں کہہ دو وہ گندگی ہے' پس تم حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو' اور اُن کے قریب نہ جاؤ حتیٰ کہ وہ پاک ہو جائیں۔''

اس سے ثابت ہوا کہ بیوی کے ساتھ ایامِ حیض میں مجامعت ناجائز اور حرام ہے' جب عورت حیض سے پاک ہو کر غسل کر لے تب اُس سے مجامعت جائز ہے' ارشاد باری ہے:

﴿فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ [سورۂ بقرہ:۲۲۲]

''پس جب وہ پاک ہو کر غسل کر لیں تو پھر اُن کے پاس آ ؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔''

حیض کی حالت میں مجامعت کی قباحت اور حُرمت کی دلیل یہ ارشادِ نبوی ﷺ بھی ہے:

((مَنْ اَتٰى حَائِضًا اَوِامْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ)) [1]

''جس نے حائضہ عورت سے مجامعت کی یا بیوی سے پاخانہ کی جگہ میں دخول

[1] ترمذی شریف ـ ۱/۲۴۳' صحیح الجامع ـ ۵۹۱۸ـ

کیا یا کاہن کے پاس آیا تو اُس نے محمد ﷺ پر اُتاری گئی شریعت کے ساتھ کُفر کیا۔“

جو شخص بھول کر غلطی سے یہ عمل کر بیٹھے تو اس پر کوئی جرمانہ نہیں ہے' لیکن جو شخص قصداً اور عمداً جانتے بوجھتے یہ حرکت کرے تو اس کے ذمے کفارہ ہے (اُن علماء کے قول کے مطابق جو کفارہ والی حدیث کو صحیح سمجھتے ہیں) اور وہ کفارہ یہ ہے کہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے۔ بعض علماء کا مؤقف ہے کہ یہ اُسے اختیار ہے کہ حسبِ استطاعت نصف دینار یا پورا دینار صدقہ کرے اور بعض کہتے ہیں: اگر ابتدائے حیض میں یہ عمل کرے تو پورا دینار دے اور اگر آخیر میں کرے تو نصف دینار دے' یا عورت حیض سے فارغ ہو چکی ہو لیکن ابھی غسل نہ کیا ہو تو اس حالت میں یہ عمل کرنے پر بھی نصف دینار صدقہ کرے اور دینار کا وزن ۴٫۲۵ گرام سونا ہے۔ لہٰذا اتنی مقدار سونا یا اس کے مطابق نقدی ادا کرے۔ ❶

بیوی کے ساتھ دبر میں دخول کرنا

بعض مخالفینِ فطرت کمزور ایمان والے لوگ بیوی سے مقعد (پاخانہ کی جگہ) میں مجامعت کرتے ہیں' حالانکہ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور نبی ﷺ نے ایسا کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے' آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَلْعُونٌ مَنْ اَتٰی امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا)) ❷

❶ درست بات یہی ہے کہ آدمی حیض کی ابتدائی حالت یا انتہائی حالت میں مجامعت کرے دونوں صورتوں میں اسے اختیار ہے کہ دینار یا نصف دینار صدقہ کرے۔ ❷ مسند احمد۔ ۲/۴۷۹' صحیح الجامع ۵۸۶۵۔

''جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ دُبر میں دخول کرے وہ ملعون ہے۔''

بلکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَتَی حَائِضاً اَوِ امْرَأَۃً فِی دُبُرِھَا اَوْ کَاھِناً فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ)) ❶

''جس نے حائضہ سے مجامعت کی' یا بیوی کے ساتھ مقعد میں خواہش پوری کی' یا کسی کاہن کے پاس آیا اُس نے محمد ﷺ پر نازل کی گئی شریعت کے ساتھ کفر کیا ہے۔''

حالانکہ سلیم الفطرت عورتیں اس حرکت سے انکار کرتی ہیں' لیکن بعض شوہر طلاق کی دھمکی دے کر بیوی کو ایسا کرنے پر مجبور کرتے ہیں' اور بعض اپنی بیویوں کو دھوکا دیتے ہیں' اور قرآن مجید کی آیت میں معنوی تحریف کر کے بہکاتے ہیں' وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿نِسَآءُ کُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ﴾ [سورۂ بقرہ:۲۲۳]

''تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں پس تم اپنے کھیت میں آؤ جیسے تم چاہو۔''

حالانکہ یہ بات واضح ہے کہ حدیث قرآن کی وضاحت کرتی ہے' اور حدیث میں وضاحت موجود ہے کہ جس طریقے سے مرضی آؤ' خواہ آگے سے خواہ پیچھے سے' لیکن آؤ ولادت کی جگہ میں اور یہ بات واضح ہے کہ دبر (مقعد) پاخانہ کی جگہ ہے' ولادت کی جگہ نہیں ہے۔

❶ ترمذی ۔ ۱/۲٤۳' صحیح الجامع ۔ ۵۹۱۸۔

اوراس جُرم کے اسباب میں جاہلی موروثی گندگیاں اور ثقافت کی آڑ میں چلنے والی فحش فلمیں ہیں۔

اور یاد رکھئے! اگر میاں بیوی دونوں اس فعل پر راضی بھی ہو جائیں تب بھی یہ فعل حرام ہے۔ باہمی رضامندی کسی حرام کام کو حلال نہیں کر دیتی۔

بیویوں کے درمیان اِنصاف نہ کرنا

اللہ ربّ العزّت نے اپنی کتابِ عزیز میں جو احکامات صادر فرمائے ہیں اُن میں سے ایک حکم بیویوں کے درمیان عدل و اِنصاف کرنا ہے' ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَنْ تَسْتَطِیْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا كُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا﴾ [سورۂ نساء:۱۲۹]

''اورتم طاقت نہیں رکھتے کہ بیویوں کے درمیان عدل کر سکو اگرچہ تم حرص رکھو' پس تم کسی ایک کی طرف بالکل ہی مائل نہ ہو جاؤ کہ تم دوسری کو معلّقہ ہی کر دو اور اگر تم اصلاح کرو گے اور اللہ سے ڈر کر رہو گے تو یقیناً اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔''

پس مطلوبہ عدل یہ ہے کہ رات گزارے میں برابری کرے' اور ہر ایک کے حقوق پورے کرے۔ لباس' کھانا اور نفقہ وغیرہ ایک جیسا رکھے' جہاں تک دلی میلان کی بات ہے اس میں برابری ضروری نہیں کیونکہ یہ آدمی کے بس میں نہیں ہے' بعض لوگ جو زیادہ شادیاں کرتے ہیں وہ ایک کی طرف بالکل مائل ہو جاتے ہیں اور دوسری کو مہمل چھوڑ دیتے ہیں' ایک کے پاس زیادہ راتیں گزارتے ہیں' خرچہ بھی زیادہ دیتے

ہیں اور باقی بیویوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں' ایسا کرنا حرام ہے' ایسا شخص قیامت کے دن بڑی خطرناک حالت میں ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ اِلٰى اِحْدَاهُمَا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ شِقُّهُ مَائِلٌ)) ❶

''جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ اُن میں سے ایک کی طرف مائل ہو جائے تو ایسا شخص قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی ایک جانب ٹیڑھی ہوگی۔''

غیرمحرم عورت کے ساتھ خلوت نشینی

شیطان لوگوں کو فتنے میں ڈالنے اور حرام میں واقع کرنے کا بڑا حریص ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے ہمیں خبردار کیا ہے:

﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَ مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [سورۂ نور:۲۱]

''اے لوگو! شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو' اور جو شیطان کی پیروی کرے تو شیطان بے حیائی اور بُرائی کا حکم دیتا ہے۔''

اور شیطان ابنِ آدم کے جسم میں اس طرح چلتا ہے جس طرح خون چلتا ہے' اور شیطان کے بے حیائی میں ڈالنے والے راستوں میں سے ایک راستہ اجنبی (غیر

❶ ابو دائود شریف۔ کتاب النکاح۔ باب فی القسم بین النساء۔ ۶۰۱/۲ ' صحیح الجامع ۔۶۴۹۱۔

محرم) عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنا ہے، اسی لئے شریعت نے یہ راستہ بند کر دیا، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ)) ❶

''کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھے ورنہ اُن دونوں کا تیسرا شیطان ہوگا۔''

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِي هٰذَا عَلٰى مُغِيْبَةٍ إِلَّا وَ مَعَهُ رَجُلٌ أَوِ اثْنَانِ)) ❷

''آج کے بعد کوئی شخص کسی ایسی عورت کے پاس نہ آئے جس کا شوہر گھر میں نہیں اِلّا یہ کہ اُس کے ساتھ ایک دو آدمی اور ہوں۔''

پس کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ وہ گھر، کمرے یا گاڑی وغیرہ میں کسی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرے، مثلاً بھاوج، خادمہ وغیرہ یا مریضہ اور طبیب وغیرہ۔ بہت سے لوگ اس سلسلے میں سستی کرتے ہیں۔ اپنے اوپر اعتماد کرتے ہوئے یا غیر پر اعتماد کرتے ہوئے، اور اس پر بڑے خطرناک جرائم مرتّب ہوتے ہیں۔

غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا

یہ مسئلہ بھی اُن مسائل میں سے ہے جن میں بعض معاشروں نے اللہ کی شریعت پر سرکشی کی ہے اور اِس سلسلے میں لوگوں کی باطل عادات اور تقلید اللہ کے حکم پر

❶ ترمذی شریف۔ ٣/٤١٤۔ ❷ مسلم شریف۔ کتاب السلام۔ باب تحریم الخلوة بالأجنبية والدخول عليها۔

ہیں اور باقی بیویوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں' ایسا کرنا حرام ہے' ایسا شخص قیامت کے دن بڑی خطرناک حالت میں ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ اِلٰى اِحْدَاهُمَا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ شِقُّهُ مَائِلٌ)) ❶

''جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ اُن میں سے ایک کی طرف مائل ہو جائے تو ایسا شخص قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی ایک جانب ٹیڑھی ہوگی۔''

غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت نشینی

شیطان لوگوں کو فتنے میں ڈالنے اور حرام میں واقع کرنے کا بڑا حریص ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے ہمیں خبردار کیا ہے:

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَ مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [سورۂ نور:۲۱]

''اے لوگو! شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو' اور جو شیطان کی پیروی کرے تو شیطان بے حیائی اور بُرائی کا حکم دیتا ہے۔''

اور شیطان ابنِ آدم کے جسم میں اس طرح چلتا ہے جس طرح خون چلتا ہے' اور شیطان کے بے حیائی میں ڈالنے والے راستوں میں سے ایک راستہ اجنبی (غیر

❶ ابو دائود شریف۔ کتاب النکاح۔ باب فی القسم بین النساء۔ ۶۰۱/۲ ' صحیح الجامع ۔۶۴۹۱۔

محرم) عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنا ہے' اسی لئے شریعت نے یہ راستہ بند کر دیا' ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ)) ❶

"کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھے ورنہ اُن دونوں کا تیسرا شیطان ہوگا۔"

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْ خُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِيْ هٰذَا عَلٰى مُغِيْبَةٍ اِلَّا وَ مَعَهُ رَجُلٌ اَوِ اثْنَانِ)) ❷

"آج کے بعد کوئی شخص کسی ایسی عورت کے پاس نہ آئے جس کا شوہر گھر میں نہیں اِلّا یہ کہ اُس کے ساتھ ایک دو آدمی اور ہوں۔"

پس کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ وہ گھر' کمرے یا گاڑی وغیرہ میں کسی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرے' مثلاً بھاوج' خادمہ وغیرہ یا مریضہ اور طبیب وغیرہ۔ بہت سے لوگ اس سلسلے میں سستی کرتے ہیں۔ اپنے اوپر اعتماد کرتے ہوئے یا غیر پر اعتماد کرتے ہوئے' اور اس پر بڑے خطرناک جرائم مرتّب ہوتے ہیں۔

غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا

یہ مسئلہ بھی اُن مسائل میں سے ہے جن میں بعض معاشروں نے اللہ کی شریعت پر سرکشی کی ہے اور اِس سلسلے میں لوگوں کی باطل عادات اور تقلید اللہ کے حکم پر

❶ ترمذی شریف۔ ۴۱۴/۳۔ ❷ مسلم شریف۔ کتاب السلام۔ باب تحریم الخلوة بالأجنبية والدخول عليها۔

غالب نظر آتی ہیں، حتیٰ کہ اگر آپ کسی کو اللہ کا حکم سنائیں اور حجت قائم کریں اور دلیل بتائیں تو وہ آپ کو رجعت پسندی، قطع رحمی اور شکی مزاج ہونے کی تہمت لگائے گا اور ہمارے معاشرے میں چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، بھاوج، چچی اور ممانی سے مصافحہ کرنا تو پانی پینے سے بھی آسان اور ہلکا سمجھ لیا گیا ہے، اور اگر لوگ بصیرت کی نظر سے اس معاملے کی شرعی خطرناکی کو دیکھیں تو کبھی ایسی حرکت نہ کریں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

((لَأَنْ يُطْعَنَ فِي رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ)) ❶

”تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سلائی ماری جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں ہے۔“

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ہاتھ کا زنا ہے۔ جس طرح نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ وَالْفَرْجُ يَزْنِي)) ❷

”آنکھیں زنا کرتی ہیں، ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں، پاؤں بھی زنا کرتے ہیں، اور فرج (شرمگاہ) بھی زنا کرتی ہے۔“

اور بتاؤ دنیا میں محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی پاک دِل والا ہے؟ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَآءَ)) ❸

---

❶ طبرانی۔ ۲۰/۲۱۲، صحیح الجامع۔ ۴۹۲۱۔ ❷ مسند احمد۔ ۱/۴۱۲۔ صحیح الجامع۔ ۴۱۲۶۔ ❸ مسند احمد۔ ۶/۳۵۷، صحیح الجامع۔ ۲۵۰۹۔

''بے شک میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔''

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنِّی لَا اَمَسُّ اَیْدِي النِّسَآءِ)) ❶

''یقیناً میں عورتوں کے ہاتھ نہیں چھوتا۔''

اور عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((وَ لَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَدَامْرَأَةٍ قَطُّ، غَیْرَ اَنَّهٗ یُبَایِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ)) ❷

''اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا، بلکہ آپ ﷺ عورتوں سے بیعت بھی صرف زبان سے لیتے تھے۔''

خبردار! وہ مرد اللہ سے ڈریں جو اپنی بیویوں کو دیور سے مصافحہ نہ کرنے پر طلاق کی دھمکی دیتے ہیں، نیز یاد رکھئے کپڑے وغیرہ کی رکاوٹ ڈال کر عورت سے مصافحہ کرنا بھی حرام ہے۔

عورت کا خوشبو لگا کر باہر نکلنا اور مردوں کے پاس سے گزرنا

آج کے دور میں یہ جُرم بھی عام ہے، حالانکہ اس کے متعلق نبی ﷺ کی طرف سے سخت وعید آئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَیُّمَا امْرَأَةٍ اِسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ مَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِیَجِدُوْا رِیْحَهَا فَهِيَ زَانِیَةٌ)) ❸

❶ طبرانی۔ ٣٤٢/٢٤، صحیح الجامع۔ ٧٠٥٤۔ ❷ صحیح مسلم۔ کتاب الامارة۔ باب کیفیة بیعة النساء۔ ❸ مسند احمد۔ ٤١٨/٤۔

''جو عورت خوشبو لگائے' پھر قوم کے پاس سے گزرے تاکہ وہ اس کی خوشبو محسوس کریں تو وہ عورت بدکار اور زانیہ ہے۔''

اور بعض عورتیں اس مسئلے میں سستی کرتی ہیں وہ ڈرائیور' دکاندار اور سکول کے گیٹ کیپر وغیرہ کی پرواہ نہیں کرتیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سلسلے میں بہت سختی کی ہے' اور خوشبو لگانے والی عورت کو حکم دیا ہے کہ اگر وہ مسجد میں جانا چاہے تو غسلِ جنابت کی طرح خوب غسل کر کے جائے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لِيُوجَدَ رِيحُهَا لَمْ يُقْبَلْ مِنْهَا صَلَاةٌ حَتَّى تَغْتَسِلَ اغْتِسَا لَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ)) [1]

''جو عورت خوشبو لگائے' پھر وہ مسجد کی طرف جائے' اس حال میں کہ خوشبو آ رہی ہو' اُسکی نماز قبول نہیں ہوگی جب تک غسلِ جنابت کی طرح نہ نہائے۔''

لیکن آج اللہ کی پناہ کس قدر عورتیں شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں خوشبو لگا کر شریک ہوتی ہیں' اور آج تیز ترین عطریات کا استعمال بازاروں میں' بسوں' ویگنوں میں' اجتماعی مقامات میں حتیٰ کہ ماہِ رمضان میں مسجدوں میں بھی عام ہو چکا ہے' حالانکہ شریعت نے وضاحت کی ہے کہ عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ تو ہو لیکن مہک نہ ہو۔

ہم اللہ ربّ العزّت سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی ناراضگی سے بچائے اور نیک مردوں اور عورتوں کو بے وقوف مردوں اور عورتوں کے فعل کی وجہ سے نہ پکڑے' اور ہم سب کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت دے۔

[1] مسند احمد۔ ۲/۴۴۴' صحیح الجامع۔ ۲۷۰۳۔

عورت کا محرم کے بغیر سفر کرنا

صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ)) ❶

''عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔''

آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہر قسم کے سفر کے لئے عام ہے حتیٰ کہ سفرِ حج بھی اس میں داخل ہے' کیونکہ عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا فاسق لوگوں کو بھڑکاتا ہے' وہ پھر عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں' اور عورت کمزور ہے' اس لئے اس کا کم از کم نقصان یہ ہے کہ عورت کی عزت اور شرف میں فرق آئے گا۔ لہٰذا آج یہ انداز اختیار کیا گیا ہے کہ یہاں سے محرم ائرپورٹ پر جہاز میں بٹھا دیتا ہے اور دوسرے ملک میں محرم وصول کر لیتا ہے بالکل غلط ہے' کیونکہ جہاز میں اس کے ساتھ بیٹھنے والا غیر محرم ہو گا' اور اسی طرح یہ بھی اِمکان ہے کہ جہاز کسی خرابی کی وجہ سے کسی اور علاقے میں اتار دیا جائے' یا کسی اور انداز میں تاخیر وغیرہ ہو جائے تو اکیلی عورت کا کیا بنے گا؟ جبکہ کتنے واقعات موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ایسا کرنے میں کتنے نقصانات ہیں۔ نیز یاد رکھئے! محرم کے لئے چار شرطیں ہیں۔ (۱) مسلمان ہو' (۲) بالغ ہو' (۳) عاقل ہو' (۴) مذکر ہو۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے باپ' بیٹا' شوہر اور بھائی کو خصوصیت سے ذکر فرمایا۔ ❷

---

❶ صحیح بخاری۔ کتاب جزاء الصید۔ باب حج النساء و صحیح مسلم۔ کتاب الحج۔ باب سفر المرأۃ مع محرم الی حج وغیرہ۔ ❷ مسلم شریف۔ ۹۷۷/۲۔

غیر محرم عورت کی طرف قصداً دیکھنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِّمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ [سورۃ نور:۳۰]

''مومنوں سے کہہ دو اپنی نظریں نیچے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہی اُن کے لئے پاکیزہ ہے، یقیناً اللہ خبر رکھتا ہے اُس کی جو وہ کرتے ہیں۔''

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

((فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ)) ❶

''پس آنکھ کا زنا (غیر محرم عورت کو دیکھنا) ہے۔''

ہاں منگیتر کو ایک نظر دیکھنا جائز ہے اور انتہائی مجبوری کی حالت میں طبیب (ڈاکٹر) کا (مریضہ کو) دیکھنا بھی جائز ہے۔

جس طرح مرد کے لئے عورت کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح عورت کے لئے مرد کو دیکھنا بھی حرام ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾

[سورۃ نور:۳۱]

''اور مومنہ عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں پست (نیچی) کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔''

---

❶ بخاری شریف۔ مع فتح الباری ۱۱/۲۶۔

(آج عورتیں اس مسئلے میں بہت زیادہ مخالفِ شرع ہیں' حتیٰ کہ مساجد میں آ کر بڑے شوق اور ذوق سے خطیب اور امام پر نظریں جماتی ہیں جو قطعاً حرام ہے)۔

اور اسی طرح نوعمر خوبرو لڑکا جسے ڈاڑھی مونچھ نہیں آئی اُسے شہوت کے ساتھ یکھنا حرام ہے۔

اور اسی طرح مرد کا مرد کی شرمگاہ کو دیکھنا اور عورت کا عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا ھی حرام ہے' اور کسی کی شرمگاہ کو کپڑے کی رکاوٹ کے باوجود چُھونا حرام ہے۔

اور آج کل اخبارات اور جرائد میں تصویریں شائع ہوتی ہیں اُنہیں دیکھنا بھی رام ہے' اور سینما گھروں اور ٹی وی' وی سی آر میں فلموں' ڈراموں کا مشاہدہ بھی حرام ور ناجائز ہے کیونکہ یہ ساری چیزیں اخلاق کی تباہی اور بے راہروی میں ایک ہی درجہ ھتی ہیں۔

دیوّثیت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ: مُدْمِنُ الْخَمْرِ' وَالْعَاقُّ ۔ وَالدَّيُّوثُ الَّذِي يُقِرُّ فِي أَهْلِهِ الْخُبُثَ)) [1]

''تین آدمی ایسے ہیں جن پر اللہ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ دائمی شرابی' ماں باپ کا نافرمان اور ''دیوث'' جو اپنے بیوی بچوں میں بے حیائی برداشت کرتا ہے۔''

[1] مسند احمد۔ ۲/۶۹' صحیح الجامع۔ ۳۰۴۷۔

آپ نے میری مائیں، بہنیں اور بہو بیٹیاں دیکھی ہیں یہ آپ کا حق الخدمت ہے...... اللہ کی قسم! زمین پھٹتی اور تو زندہ دفن کر دیا جاتا یہ تیرے لئے اس سے بہتر تھا کہ تو اپنے گھر میں ''مووی میکر'' کو دعوت دیتا......)

اولاد کا غیر باپ کی طرف نسبت کرنا

اور باپ کا اپنی اولاد کا اِنکار کرنا

کسی مسلمان کے لئے شرعاً جائز نہیں کہ وہ غیر باپ کی طرف اپنی نسبت کرے اور اپنے آپ کو کسی اور قوم میں داخل کرے جس میں سے وہ نہیں ہے، بعض لوگ بعض مادی مفادات کی خاطر دفتری کاغذات میں ایسا کرتے ہیں اور کسی اور کو اپنا باپ ظاہر کرتے ہیں، اور اپنی جعلی قوم ظاہر کرتے ہیں، اور بعض لوگ باپ سے کینہ رکھتے ہوئے ایسا کرتے ہیں اور یہ سب حرام ہے اس پر بہت سی خرابیاں مرتب ہوتی ہیں مثلاً: نکاح، محرمیت اور میراث میں خرابیاں وغیرہ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَ هُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ)) [1]

''جس نے جان بوجھ کر اپنے غیر باپ کی طرف نسبت کی اور وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں (یعنی جو باپ نہیں اُسے باپ ظاہر کیا) پس اُس پر جنت

[1] صحیح بخاری ۔ کتاب الفرائض۔ باب من ادعی الی غرابیه

موجودہ دور میں دیاثت یہ ہے کہ آدمی اپنی بیٹی اور بیوی کو اس حال میں برداشت کرتا ہے کہ وہ غیر محرم کے ساتھ آتی جاتی اور باتیں کرتی ہے' اسی طرح اپنے گھر کی عورت کو اجنبی اور غیر محرم کے ساتھ خلوت میں دیکھنا اور کچھ نہ کہنا' اور گھر کی عورتوں کو غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ گاڑی' کار وغیرہ میں آنے جانے دینا' اور اپنی بہو بیٹیوں کو بے پردہ نکلنے کی اجازت دینا کہ ہر کوئی اُنہیں دیکھتا پھرتا ہے اسی طرح گھر میں ٹی وی' وی سی آر اور کیبل' نیٹ کا انتظام کرنا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ گھر کی عورتیں فلمیں اور ڈرامے دیکھتی ہیں اور لوّ سٹوری پر مشتمل پروگرام دیکھتی سُنتی ہیں' اور اسی طرح بے پردہ فاحشہ عورتوں کی تصویروں پر مشتمل اخبارات گھر میں لگوانا یہ سب بے غیرتی اور دیاثت ہے' اور دیوّث پر اللہ نے جنت کو حرام ٹھہرایا ہے۔

(اور آج یہ دیوّثیت اور بے غیرتی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ خاندان کا سربراہ شادی کی تقریب میں اپنے پورے خانوادے کو شادی ہال میں بناؤ سنگھار کر کے بکھیر دیتا ہے اور معاشرے کے سب سے بے غیرت نوجوان ''مووی میکر'' کو دعوت دیتا ہے اور وہ تنہا نہیں آتا بلکہ اپنے جیسے چار پانچ بدمعاش ساتھ لے کر آتا ہے' کوئی کیمرہ اُٹھائے ہوئے' کوئی تاریں پکڑے ہوئے' کوئی لائٹ تھامے ہوئے۔ اور یہ اوباشوں کا ٹولہ ماؤں بہنوں اور بہو بیٹیوں کو دیکھتا ہے' جس پر جی چاہتا ہے اپنی پلید نظریں جماتا ہے۔ انہیں اُٹھتا بیٹھتا چرتا چگتا دیکھتا ہے۔ جس کے جی چاہتا ہے مختلف پوز بناتا ہے اور جب یہ ''مووی میکر بے غیرت گروپ'' تین چار گھنٹے شبخون مار کر واپس جانے لگتا ہے تو گھر کا سربراہ اپنی جیب سے ہزار دو ہزار روپیہ نکال کر ''مووی میکر'' کو دیتا ہے اور زبانِ حال سے کہتا ہے: ''تھینک یو ویری مچ'' (Thank you very much)

حرام ہے۔“

پس شریعت میں غیر باپ کی طرف نسبت اور نسب میں جعلسازی بالکل حرام ہے۔ بعض لوگ بیوی سے جھگڑ کر اُس پر بدکاری کی تہمت لگا دیتے ہیں اور بغیر دلیل کے اپنے بچے سے بَری ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ اُن کے بستر پر پیدا ہوا ہے' اور بعض عورتیں شوہر سے خیانت کرتی ہیں اور بدکاری کی وجہ سے حاملہ ہو جاتی ہیں اور شوہر کے نسب میں غیر کی اولاد کو داخل کر دیتی ہیں۔ اس سلسلے میں نبی ﷺ نے بڑی سخت وعید سُنائی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے لِعان کی آیات کے نزول کے وقت ارشاد فرمایا:

((اَیُّمَا امْرَأَۃٍ اَدْخَلَتْ عَلٰی قَوْمٍ مَنْ لَیْسَ مِنْہُ فَلَیْسَتْ مِنَ اللّٰہِ فِی شَیْءٍ وَ لَنْ یُّدْخِلَھَا اللّٰہُ جَنَّتَہٗ' وَ اَیُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَہٗ وَھُوَ یَنْظُرُ اِلَیْہِ احْتَجَبَ اللّٰہُ مِنْہُ وَ فَضَحَہٗ عَلٰی رُؤُوْسِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ)) [1]

”جس عورت نے کسی قوم میں اُسے داخل کیا جو اُن میں سے نہیں ہے اُس عورت کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں' اور اللہ اُسے اپنی جنت میں داخل نہیں فرمائے گا' اور جس آدمی نے اپنی اولاد کا اِنکار کر دیا حالانکہ وہ جانتا ہے' اُسے اللہ کا دیدار نصیب نہیں ہو گا' اور اللہ اُسے اوّل و آخر تمام لوگوں کے سامنے رُسوا کرے گا۔“

[1] ابو دائود شریف : ۲/۶۹۵۔

سُود خوری

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں سُود خوروں کے سوا کسی کے خلاف اعلانِ جنگ نہیں کیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوْ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ. فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ......﴾

[سورۂ بقرہ: ۲۷۸-۲۷۹]

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور باقی ماندہ سُود بھی چھوڑ دو اگر تم ایماندار ہو، پس اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے......''

اس جُرم کی شناعت و مذمت کے لئے یوں تو اتنا ہی کافی ہے۔

معاشرے اور حکومتوں پر نظر رکھنے والا جانتا ہے کہ سُودی لین دین کی وجہ سے، اِفلاس، کساد بازاری اور عدمِ ادائیگی قرض کے انداز میں کس قدر تباہی اور بربادی ہو رہی ہے اور اقتصادیات کا بے کار ہونا اور معاشرے سے سخاوت و بہادری جیسی صفات کا اُٹھ جانا اور بہت ساری مالی کمپنیوں کا گر جانا، اور یومیہ اُجرتوں اور خون پسینے کی کمائیوں کا سُود کے غیر متناہی سلسلے میں صرف ہو جانا اور معاشرے میں طبقاتی نظام قائم کرنا اور وسیع و عریض اموال کا چند لوگوں کے ہاتھوں میں آ جانا شاید یہ سب کچھ اللہ سے جنگ کی ہی مختلف شکلیں ہیں، جس سے اللہ نے ڈرایا ہے۔

اور جو شخص جس طرح بھی سود میں شریک ہوگا یا معاون و مددگار ہوگا وہ محمد رسول

اللہ ﷺ کی زبان پر ملعون ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبٰو وَ مُوْ كِلَهٗ وَ كَاتِبَه، وَ شَاهِدَيْهِ وَ قَالَ: هُمْ سَوَاءٌ)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے سُود کھانے والا' کھلانے والے' لکھنے والے اور دونوں گواہوں پر لعنت بھیجی ہے۔''

اور فرمایا: وہ اس لعنت میں برابر ہیں۔ لہٰذا سُودی بینکوں کے منشی' کلرک' مینجر اور گن مین سب اس لعنت میں برابر کے شریک ہیں اور سُود کے بغیر (کرنٹ اکاؤنٹ میں) رقمیں جمع کروانے والے بھی معاونت کی وجہ سے حصہ دار اور مجرم ہیں۔

نبی ﷺ نے بہت حرص کے ساتھ اِس جُرم کی قباحت بیان فرمائی ہے' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلرِّبَا ثَلَاثٌ وَّ سَبْعُوْنَ بَاباً' اَيْسَرُهَا مِثْلُ اَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ......)) ❷

''سُود کے تہتر (۷۳) دروازے اور درجے ہیں اُن میں سے سب سے کمتر دروازہ اتنا خطرناک ہے جیسے کوئی آدمی اپنی ماں سے بدکاری کرے۔''

اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((دِرْهَمُ رِبًا يَاْكُلُهُ الرَّجُلُ وَ هُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَ ثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً)) ❸

''سُود کا ایک دِرہم جو آدمی کھالے اور اُسے معلوم ہو کہ یہ سُود کا ہے

❶ مسلم شريف ۱۲۱۹/۳۔ ❷ مستدرك حاكم۔ ۳۷/۲۔ ❸ مسند احمد۔ ۲۲۵/۵، صحيح الجامع ۔۳۳۷۵۔

چھتیس (۳۶) مرتبہ زنا کرنے سے خطرناک ہے۔''

نیز یاد رکھئے! سُود کی حُرمت عام ہے کسی غنی اور فقیر کی تخصیص نہیں ہے جس طرح بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں' بلکہ یہ حُرمت ہر شخص اور ہر حال میں عام ہے۔ کتنے سارے اغنیاء اور بڑے بڑے تاجر محض سُود کی وجہ سے مفلس ہو گئے' حالات و وقائع اس کی گواہی دیتے ہیں' اور سُود کا کم از کم نقصان یہ ہے کہ برکت ختم ہو جاتی ہے اگرچہ بظاہر گنتی میں رقم زیادہ نظر آ رہی ہو' جس طرح نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلرِّبَا وَ اِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهُ تَصِيْرُ اِلٰى قُلٍّ)) ❶

''سُود اگرچہ بظاہر زیادہ نظر آتا ہے لیکن اُس کا انجام کمی اور قلت ہے۔''

اور سُود کم ہو یا زیادہ سب حرام ہے' ہر قسم کا سُود کھانے والا قبر سے اس طرح اٹھایا جائے گا جیسے شیطان نے چھو کر خبطی اور پاگل بنا دیا ہو۔

اِس جُرم کی خطرناکی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے توبہ کا تذکرہ بھی فرمایا ہے اور اس سے توبہ کی کیفیت بھی بیان فرمائی ہے:

﴿فَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾.

[سورۂ بقرہ: ۲۷۹]

''پس اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لئے تمہارے اصل اموال ہیں (زائد نہیں) نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے'' ......اور یہ عین عدل ہے۔''

اور یہ واجب ہے کہ مومن کا نفس اس کبیرہ گناہ سے نفرت کرے' اور وہ اس کی قباحت کو پہچانے' حتیٰ کہ وہ لوگ جو حفاظت کی نیت سے اور چوری' ضیاع اور ڈاکہ

---

❶ مستدرك حاكم۔ ۲/۳۷۔

وغیرہ سے بچاؤ کی نیت سے سُودی بینکوں میں اپنے اموال جمع کرتے ہیں اُنہیں بھی سوچنا چاہئے کہ وہ بھی اس کا بدل تلاش کریں' اور قطعاً بینکوں سے سُود نہ لیں' بلکہ سُود سے جان چھڑائیں' کیونکہ لے کر صدقہ کرنا بھی جائز نہیں اس لئے کہ اللہ پاک ہے وہ پاک ہی قبول کرتا ہے اور اُن کے لئے اُسے کسی بھی شکل میں استعمال کرنا حرام ہے' نہ وہ اِس سُودی مال کو کھا پی سکتے ہیں' نہ اس سے سواری خرید سکتے ہیں' نہ مکان بنا سکتے ہیں' نہ بیوی' ماں باپ اور اولاد کا خرچ نکال سکتے ہیں' نہ زکوٰۃ کے طور پر دے سکتے ہیں' نہ ٹیکس ادا کر سکتے ہیں' اور نہ ہی اس مال کے ذریعے اپنے آپ سے کسی ظلم کو دفع کر سکتے ہیں' بلکہ اُنہیں چاہئے کہ اللہ سے ڈرتے ہوئے اِس سُود سے دستبردار ہو جائیں۔

(اور حقیقت بات ہے بینکوں میں حفاظت کی نیت سے بلا سُودی کھاتے میں رقم جمع کروانا بھی ناجائز ہے' اور شیطانی وسوسہ ہے' حفاظت صرف اللہ تعالیٰ کرتا ہے ورنہ ہم آج کل عام سُنتے' دیکھتے ہیں کہ ڈاکو آئے اور گھر والوں کو کہا رقم نکالو' اُنہوں نے کہا: رقم تو بینک میں ہے تو ڈاکوؤں نے گھر والوں کو یرغمال بنائے رکھا' دن چڑھا' بینک کھل گئے' تو ڈاکو باقاعدہ گھر کے سربراہ کو بینک میں لے کر گئے' رقم نکلوائی وصول کی پھر گھر والوں کو چھوڑا...... ایسی خبریں اب عام ہیں' اس لئے اللہ کے بندو! بہانے بنانے چھوڑو' اور اللہ سے ڈرو' اور بینکوں میں رقمیں جمع کروا کر اُن کی معاونت نہ کرو اور اللہ سے حفاظت مانگو...... اور یوں بھی اگر سوچا جائے تو گھر کی چار دیواری میں اگر ماں' بہن' بہو' بیٹی جیسی عزتیں محفوظ کی جا سکتی ہیں تو مال کیوں نہیں محفوظ کیا جا سکتا......؟ اور حالیہ دنوں میں ''ورلڈ ٹریڈ سنٹر'' (World Trade Centre) کی تباہی بھی سُود کی بربادی کا منہ بولتا ثبوت ہے' کیونکہ اس بلڈنگ میں سارا کاروبار سُودی تھا۔

فروخت کے وقت تجارت کی چیز کا عیب چھپانا

رسول اللہ ﷺ کھانے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ ڈھیر میں داخل کیا تو آپ ﷺ کی انگلیوں کو تری محسوس ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟))

''اے کھانا بیچنے والے یہ کیا ہے؟''

تو اُس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اسے بارش پڑ گئی تھی' تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَفَلَا جَعَلْتَهٗ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ))

''تُو نے اسے کھانے کے اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں۔''

((مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا)) [1]

''جو ملاوٹ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

آج بہت سے سودا بیچنے والے اسٹیکر وغیرہ لگا کر چیز کا عیب چھپانے کی کوشش کرتے ہیں' یا عیب والی چیز نیچے رکھ دیتے ہیں' یا کیمیائی مواد استعمال کر کے اس کے عیب پر پردہ ڈالتے ہیں' اور بعض تاجر ایسے انداز میں چیز کا عیب چھپاتے ہیں کہ خریدار جب واپس کرنے آتا ہے تو اتنے میں چیز ہی بالکل تلف ہو جاتی ہے اور بعض تاجر چیز کی ایکسپائر ڈیٹ (Expire Date) تبدیل کر دیتے ہیں' یا خریدار کو چیز کی

[1] مسلم شریف۔ ۹۹/۱۔

جانچ پڑتال سے روکتے ہیں، اور بہت سارے کاریں اور آلات بیچنے والے عیب نہیں بتاتے، اور یہ سب حرام ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ اَخُوالْمُسْلِمِ وَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ اَخِيْهِ بَيْعاً فِيْهِ عَيْبٌ اِلَّا بَيَّنَهُ لَهُ)) ❶

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو عیب والی چیز بیچے، الّا یہ کہ عیب بیان کردے۔''

اور بعض تاجر یہ سمجھتے ہیں کہ جب انہوں نے نیلامی عام میں خریدار کو کہہ دیا: مثلاً: لوہے کا ڈھیر بیچ رہا ہوں، لوہے کا ڈھیر بیچ رہا ہوں تو ذمہ داری ادا ہوگئی، پس اس بیع میں برکت نہیں رہے گی جس طرح نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِمَا لَمْ يَتفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَ بَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِى بَيْعِهِمَا، وَ اِنْ كَذَبَا وَ كَتماَ مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا)) ❷

''دو سودا خریدنے بیچنے والے اختیار رکھتے ہیں جب تک وہ جدا نہیں ہوتے، پس اگر وہ سچ بولیں اور عیب بیان کردیں تو اُن دونوں کے لئے اُن کی بیع میں برکت ڈالی جائے گی، اور اگر وہ چھپائیں گے اور جھوٹ بولیں گے تو اُن کی بیع کی برکت چھین لی جائے گی۔''

دھوکے سے بولی بڑھانا

مثلاً ایک آدمی سودا بیچ رہا ہے اور اُس کے اپنے ہی آدمی جو حقیقت میں خریدار نہیں وہ بولی بڑھاتے ہیں تا کہ سودا مہنگا ہوجائے، نبی ﷺ نے فرمایا:

---

❶ ابن ماجہ۔ ۲/۷۵٤۔ ❷ بخاری مع الفتح ٤/۳۲۸۔

((لَا تَنَا جَشُوْا)) ❶

''دھوکے سے بولی نہ بڑھاؤ۔''

اور یہ دھوکے کی ہی ایک قسم ہے' نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمَكْرُ وَالْخَدِيْعَةُ فِي النَّارِ)) ❷

''مکّاری اور دھوکا آگ کا باعث ہیں۔''

آج بہت سارے دلال منڈیوں' بازاروں اور گاڑیوں کے شوروموں میں بہت سارے حرام کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں' بولی بڑھانے پر گٹھ جوڑ کر لیتے ہیں' خریدار اور بیچنے والے کو دھوکا دیتے ہیں' کسی کا مال ہو تو ریٹ کم کرنے پر کمر باندھ لیتے ہیں' اپنا مال ہو تو ریٹ بڑھانے پر جمع ہو جاتے ہیں' اسی طرح خریداروں میں بدگمانی پھیلاتے ہیں اور نیلام میں ریٹ بڑھاتے اور اللہ کے بندوں کو دھوکہ دیتے اور نقصان پہنچاتے ہیں۔

اذانِ جمعہ کے بعد تجارت کرنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوْا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

[سورۂ جمعہ:۹]

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان کہی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف فوراً آ جاؤ اور تجارت چھوڑ دو' یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم

❶ بخاری مع الفتح ۱۰/۴۸۴۔ ❷ سلسلة الاحاديث الصحيحة ۱۰۵۷۔

جانتے ہو۔"

بعض تاجر اذان کے بعد بھی مسجدوں کے سامنے اپنی دکانوں میں تجارت کرتے رہتے ہیں' اور اُن کے ساتھ وہ لوگ بھی گناہ میں شریک ہوتے ہیں جو اُن سے خریداری کرتے ہیں' اگر چہ مسواک ہی ہو۔ راجح قول کے مطابق یہی ہے کہ یہ بیع باطل اور ناجائز ہے اور بعض کھانا اور روٹی بیچنے والے اور فیکٹریوں والے اپنے ملازموں کو اِس وقت کام پر مجبور کرتے ہیں' اور ان لوگوں کا نفع اگر چہ بظاہر زیادہ ہے لیکن درحقیقت وہ بہت بڑے خسارے میں ہیں' اور اُن کے ملازموں کو اُن کی اس بات میں اطاعت نہیں کرنی چاہئے' کیونکہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((لَا طَاعَةَ لِبَشَرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ)) [1]

"اللہ کی نافرمانی کے کام میں کسی بشر کی اطاعت جائز نہیں ہے۔"

جوا کھیلنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [سورۂ مائدہ:۹۰]

"یقیناً شراب' جوا' غیر اللہ کے اڈے اور تیروں کے ذریعے قسمت آزمائی پلید ہے' شیطان کا عمل ہے' پس اس سے بچ جاؤ تا کہ تم فلاح پاؤ۔"

اہلِ جاہلیت جوا بہت کھیلتے تھے' اور اُن کے نزدیک اس کی سب سے مشہور شکل

---

[1] مسند احمد

یہ تھی کہ ایک اونٹ میں دس افراد برابری کے ساتھ شریک ہوتے' پھر تیر پھینکے جاتے اور یہ قرعہ اندازی کی ایک قسم ہے۔ پس سات افراد مختلف حصے لے لیتے جو اُن کے ہاں معروف تھے' اور باقی تین افراد کو کچھ بھی نہ ملتا۔

اور ہمارے زمانے میں جوئے کی کئی شکلیں رائج ہیں' چند مندرجہ ذیل ہیں:

① پہلی قسم وہ ہے جسے بانصیب کہا جاتا ہے' اور اس کی پھر کئی صورتیں ہیں' اُن میں سے معروف یہ ہے کہ مال کے عوض کچھ نمبر خریدے جاتے ہیں جن پر لاٹری نکالی جاتی ہے' پہلے نمبر پر آنے والے کو انعام دیا جاتا ہے' دوسرے نمبر پر آنے والے کو بھی انعام دیا جاتا ہے' اس طرح ترتیب وار مختلف انعامات دیئے جاتے ہیں۔ پس یہ حرام ہے اگرچہ اُنہوں نے اس کا نام انعامی سکیم وغیرہ رکھا ہوا ہے۔

② آدمی کوئی چیز خریدتا ہے تو اُس میں سے کوئی مجہول چیز نکلتی ہے (انعامی کوپن وغیرہ) یا خریدار کو کوئی نمبر دیا جاتا ہے' جس پر لاٹری نکلتی ہے اور مختلف انعامات دیئے جاتے ہیں۔ (یہ پیپسی والوں کی انعامی سکیمیں' سگریٹ بیچنے والوں کی انعامی سکیمیں وغیرہ وغیرہ) یہ سب اِسی جوئے میں داخل ہیں اور قطعاً حرام ہیں اور ان کی حُرمت میں کوئی شک نہیں ہے)۔

③ ہمارے دور میں جوئے کی ایک بدترین شکل زندگی' سواری' سامانِ تجارت اور فیکٹری وغیرہ کا بیمہ ہے' جسے انشورنس کہا جاتا ہے' حتیٰ کہ بعض بے غیرت گلوکاروں نے اپنی آواز کا بیما کروا رکھا ہے' بہرحال بیمہ کی ہر شکل وصورت قطعی حرام اور جوا ہے۔

یاد رکھئے! ہر وہ کام جس میں مختلف افراد ایک جیسی رقم لگا کر شریک ہوں لیکن بعد میں بعض کو ملے، بعض کو نہ ملے، یا بعض کو کم ملے اور بعض کو زیادہ ملے وہ جوا ہے اور جوا حرام ہے، (مثلاً: میں نے بھی ایک بوتل آٹھ (۸) روپے میں خریدی، آپ نے بھی آٹھ روپے میں بوتل خریدی، میرا اِنعام نکل آیا۔ آپ کا اِنعام نہیں نکلا، یہ واضح جوا ہے اور حرام ہے۔)

اور ہمارے دور میں تو جوئے کے لئے مخصوص دکانات، مجلسیں، کھیلیں اور اڈے موجود ہیں، مثلاً: سنوکر کلب، کرکٹ میچ، فٹ بال میچ، تاش اور تفریحی مقامات پر بنائے گئے فلیپرز وغیرہ۔

(نیز بولی والی کمیٹی، انعامی بانڈز، جنگ پزل، کمپنیوں کی انعامی سکیمیں، کریانہ کی دکانوں پر بچوں کی لاٹریاں، شرط لگانا اور چھری گھمانا وغیرہ سب جوئے کی مختلف شکلیں ہیں اور حرام ہیں)۔

(ہاں! باہمی سبقت کے مقابلے تین قسم پر ہیں:

① جو شرعی مقصد رکھتا ہو، مثلاً تیر اندازی، گھڑ سواری وغیرہ کا مقابلہ، یہ جائز ہے اس میں انعام کی ترغیب شامل کی جا سکتی ہے، اور حفظِ قرآن اور شرعی علوم کے مقابلے بھی اس میں داخل ہیں۔

② اُن کاموں میں مقابلہ جو شرعاً مباح ہیں، مثلاً دوڑ کا مقابلہ، اور کُشتی وغیرہ لیکن یہ اُس وقت جائز ہے جب اس میں ننگا پن نہ ہو اور نماز وغیرہ کا ضیاع نہ ہو، اور اس پر اِنعام درست نہیں ہے۔

③ اُن کاموں میں مقابلہ اور مسابقہ جو فی نفسہٖ حرام ہیں مثلاً: مقابلۂ حُسن،

مقابلہ طمانچہ بازی، پرندوں یعنی مرغ وغیرہ کی لڑائی کا مقابلہ اور مینڈھوں وغیرہ کا مقابلہ، اس قسم کے مقابلے انعام کے ساتھ ہوں یا بغیر انعام کے ہوں، دونوں صورتوں میں حرام اور ناجائز ہیں۔)

چوری کرنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ [سورۂ مائدہ:۳۸]

''اور چور مرد ہو یا عورت پس اُن کا ہاتھ کاٹ دو، یہ بدلہ ہے اُن کے کسب کا، سزا ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ بڑے غلبے والا حکمت والا ہے۔''

چوری کی سب سے خطرناک شکل حُجاجِ کرام اور عُمارِ عظام کے مال کی چوری کرنا ہے، چوروں کی یہ قسم اللہ کی زمین میں سے بہترین ٹکڑے میں اور کعبۃ اللہ کے دامن میں بھی اللہ کی حدود کو کوئی وزن نہیں دیتی۔ اور نبی ﷺ نے سورج گرہن کی نماز کے واقعہ میں ارشاد فرمایا:

((لَقَدْ جِيَّ بِالنَّارِ وَ ذٰلِكُمْ حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِيْ تَأَخَّرْتُ مَخَافَةَ اَنْ يُّصِيْبَنِيْ مِنْ لَفْحِهَا، وَ حَتّٰى رَأَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِي النَّارِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهٖ[1] فَاِنْ فُطِنَ لَهٗ قَالَ اِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِيْ وَاِنْ غَفَلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهٖ))[2]

---

[1] محجن: نوک دار چھڑی کو کہتے ہیں۔ [2] مسلم شریف۔ حدیث نمبر ۹۰۴۔

''میرے سامنے آگ لائی گئی' جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا اِس ڈر سے کہ اُس کے شعلے مجھے پہنچیں حتیٰ کہ میں نے وہاں صاحبِ محجن (چھڑی والے) کو دیکھا جو اپنی آنتڑیاں آگ میں کھینچ رہا تھا' وہ اپنی چھڑی کے ساتھ حاجیوں کا سامان چراتا تھا' اگر کسی کو پتہ چل جاتا تو کہتا: اوہ! غلطی سے میری چھڑی کے ساتھ اٹک گیا ہے' اور اگر پتہ نہ چلتا تو لے جاتا۔''

اور چوری کی ایک بدترین شکل قومی مال کی چوری ہے' بعض لوگ اس کا ارتکاب کرتے ہیں اور کہتے ہیں: جس طرح دوسرے لوگ چرا رہے ہیں اسی طرح ہم چُرا رہے ہیں' اور انہیں یہ شعور ہی نہیں کہ یہ تمام مسلمانوں کے مال کی چوری ہے' کیونکہ قومی اموال تمام مسلمانوں کی ملکیت ہیں' اور اللہ سے نہ ڈرنے والوں کا یہ فعل کوئی دلیل نہیں' اور بعض لوگ کفار کا مال چراتے ہیں' اور یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ وہ کافر ہیں' اور یہ صحیح نہیں ہے' کیونکہ وہ کافر جن کا مال چھیننا جائز ہے وہ کافر ہیں جو مسلمانوں سے لڑتے ہیں' کفار کی تمام کمپنیاں اور افراد اس میں داخل نہیں۔

اور نظر بچا کر دوسروں کی جیبوں میں ہاتھ ڈالنا بھی چوری کے وسائل میں سے ہے' اور اسی طرح بعض لوگ مہمان بن کر کسی کے گھر داخل ہو جاتے ہیں اور چوری کر لیتے ہیں' اور بعض مہمانوں کے سامان سے چوری کر لیتے ہیں اور بعض تجارتی مراکز سے اپنی جیبوں اور کپڑوں میں سامان چھپا لیتے ہیں' یا بعض عورتیں کپڑوں میں سامان چھپا لیتی ہیں' اور بعض لوگ سستی اور معمولی چیزیں چُرانے کو عیب نہیں سمجھتے' حالانکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَ يَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ

يَدُهٗ)) ❶

''اللہ چور پر لعنت کرے، جو انڈا چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، اور رسی چُراتا ہے تو اُس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔''

اور جو شخص بھی چوری کرے اُس پر واجب ہے کہ مسروقہ مال اُس کے مالک تک پہنچائے اور اللہ سے استغفار مانگے اور سچی توبہ کرے، اور مسروقہ مال کسی بھی ذریعے سے مالک تک پہنچا دے، خواہ علانیہ، خواہ پوشیدہ، خواہ کسی کو بیچ میں ڈال لے اور اگر کوشش کے باوجود مالک یا اُس کے ورثاء تک پہنچنا ناممکن ہو تو صدقہ کر دے اور یہ نیت کرے کہ اس کا ثواب مالک کو ہو۔

رشوت لینا اور دینا

حق کو باطل کرنے کے لئے یا باطل کو نافذ کرنے کے لئے قاضی یا حاکم کو رشوت دینا بہت بڑا جرم ہے، کیونکہ یہ فیصلے میں ظُلم تک پہنچاتا ہے، اور صاحبِ حق پر ظُلم کا ذریعہ بنتا ہے، ارشادِ باری ہے:

﴿وَ لَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَا اِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوْا فَرِيْقاً مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

[سورہ بقرہ:۱۸۸]

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ، اور نہ ہی اُسے حاکم کے پاس لے کر جاؤ تا کہ تم لوگوں کے مال کا ایک حصّہ گناہ کے ذریعے

❶ بخاری شریف۔ ۱۲/۸۱۔

کھا جاؤ حالانکہ تم جانتے ہو'

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي فِي الْحُكْمِ)) [1]

''اللہ نے فیصلہ کروانے میں رشوت دینے اور لینے والے دونوں پر لعنت کی ہے۔''

لیکن جو شخص مجبور ہو گیا ہے کہ اُسے رشوت دیئے بغیر حق نہیں ملتا' یا وہ ظُلم سے نہیں بچتا تو ایسی صورت میں رشوت دینے والا لعنت میں داخل نہیں ہے۔

آج کے دور میں رشوت بہت زیادہ عام ہو چکی ہے' حتیٰ کہ رشوت تنخواہ دار ملازموں کی تنخواہ سے بھی بڑھ کر کمائی کا ذریعہ بن گئی ہے' بلکہ بہت ساری کمپنیوں کے بجٹ میں رشوت کا باقاعدہ کھاتہ موجود ہے' اور بہت سارے معاملات رشوت کے بغیر نہ شروع ہوتے ہیں نہ مکمل ہوتے ہیں اور اس کا فقراء و مساکین کو بہت زیادہ نقصان ہے' اور بہت ساری ذمہ داریاں رشوت کی وجہ سے خراب ہوئی ہیں' اور رشوت اصحابِ عمل کے اعمال کو خراب کرنے کا بھی باعث ہے' اعلیٰ عہدہ صرف رشوت دینے والے کو ملتا ہے' اور جو رشوت نہیں دیتا اُسے یا تو گھٹیا ملازمت ملتی ہے یا اُسے مؤخر کیا جاتا ہے' یا اُسے نظر انداز ہی کر دیا جاتا ہے۔ اور رشوت کی وجہ سے وہ اموال جو مزدوروں اور اصحابِ عمل کا حق ہیں وہ خرید و فروخت کے ذمہ داروں کی جیبوں میں جا رہے ہیں۔ اِن ساری خرابیوں کی بناء پر رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جُرم کے مرتکبین کے بارے میں اتنے سخت الفاظ کہے:

[1] مسند احمد۔ ۳۸۷/۲' صحیح الجامع۔ ۵۰۶۹۔

((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي)) ❶

''رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔''

کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنا

جب انسان میں خوفِ الٰہی نہ رہے تو قوت اور طاقت اُس کے لئے وبال بن جاتی ہے' وہ اُسے ظلم کیلئے استعمال کرتا ہے' مثلاً: لوگوں کا مال لوٹنا اور کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنا حالانکہ اس کی سزا بڑی خطرناک ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ)) ❷

''جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ بھی ناحق لیا اُسے قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ كَلَّفَهُ اللّٰهُ اَنْ يَحْفِرَهٗ حَتّٰى آخِرَ سَبْعِ اَرْضِيْنَ ثُمَّ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ)) ❸

''جس شخص نے ایک بالشت زمین ظالمانہ طور پر چھین لی اللہ اُسے مجبور کرے گا کہ ساتویں زمین کے اخیر تک اُسے کھودے پھر اللہ اُسے اس زمین کا طوق

---

❶ ابن ماجه ـ ٢٣١٣' صحيح الجامع ـ ٥١١٤ ـ ❷ بخارى مع الفتح ١٠٣/٥ ـ

❸ طبرانى فى الكبير ـ ٢٢/٢٧٠' صحيح الجامع ـ ٢٧١٩ ـ

پہنا دے گا' قیامت کے دن یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔''

اور زمین کے نشانات بدلنا' حدود تبدیل کرنا اور پڑوسی کی زمین پر اپنی زمین وسیع کر دینا بھی اِسی میں داخل ہے' اور اس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ)) ❶

''اللہ نے اُس شخص پر لعنت کی ہے جو زمین کا نشان بدل دے۔''

سفارش کر کے ہدیہ قبول کرنا

کسی کو لوگوں میں سے عزت اور جاہ و جلال کا حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کے اِنعامات میں سے ہے' جب بندہ اس چیز کا شکریہ ادا کرے' اور اس نعمت کا شکریہ یہ ہے کہ وہ اسے مسلمانوں کے نفع میں خرچ کرے' اور یہ بات نبی ﷺ کے اس عام اِرشاد میں داخل ہے:

((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ)) ❷

''جو کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو نفع پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو وہ ضرور نفع پہنچائے۔''

اور جو شخص اپنے جاہ و جلال کے ذریعے اپنے مسلمان بھائی کو ظُلم سے بچائے گا' یا اُسے خیر پہنچائے گا (کسی اور پر ظلم زیادتی کیے بغیر) تو اُسے اِس پر اللہ کے ہاں اجر دیا جائے گا۔ اگر اُس کی نیت درست ہو۔ جس طرح ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

❶ مسلم بشرح النووی۔ ۱۳/ ۱۴۱۔ ❷ مسلم شریف ۴/۱۷۲۶۔

((اِشْفَعُوا تُؤْجَرُوا)) ❶

''سفارش کرو تمہیں اَجر دیا جائے گا۔''

((مَنْ شَفَعَ لِاَحَدٍ شَفَاعَةً، فَاَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً فَقَبِلَهَا فَقَدْ اَتٰى بَابًا عَظِيْمًا مِنْ اَبْوَابِ الرِّبَا)) ❷

''جس نے کسی کی سفارش کی، تو اُس شخص نے اسے سفارش کی وجہ سے ہدیہ دیا، اور اگر اس نے وہ ہدیہ قبول کرلیا تو وہ سُود کے ایک بہت بڑے دروازے میں داخل ہوا۔''

بعض لوگ اپنا منصب اور جاہ وجلال استعمال کر کے معاوضے اور رقمیں وصول کرتے ہیں، مثلاً کسی کو ملازمت دلوادی تو پیسے لئے، کسی کا تبادلہ کروایا تو پیسے لئے، مریض کے علاج کے لئے سفارش کی تو پیسے لے لئے، راجح بات یہی ہے کہ یہ سارے معاوضے حرام ہیں، جس طرح کہ پیچھے حدیث میں مذکور ہے، بلکہ حدیث میں تو واضح طور پر سمجھایا گیا ہے کہ پہلے سے تعین کئے بغیر بھی سفارش کا معاوضہ اور ہدیہ حرام ہے۔ ❸

اور فاعل خیر کے لئے وہ اجر کافی ہے جو وہ اللہ کے ہاں پائے گا۔ ایک شخص حسن بن سہل کے پاس آیا کہ میرا یہ کام کروادو، اُنہوں نے وہ کام کروادیا، تو وہ شخص آپ کا شکریہ ادا کرنے لگا تو آپ نے فرمایا: کس بات کا شکریہ ادا کرتے ہو، ہم جانتے

❶ ابوداؤد۔ ۵۱۳۲۔ اور یہ حدیث صحیحین میں بھی ہے۔ بخاری مع الفتح۔ ۴۸۰/۱۰۔

❷ مسند احمد۔ ۲۶۱/۵۔ صحیح الجامع۔ ۶۲۹۲۔ ❸ یہ بات شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ کے افادات میں سے ہے۔

ہیں کہ جاہ و منصب کی بھی زکوٰۃ نکالنا ضروری ہے۔ ❶

آخر میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ کسی شخص کو کوئی کام سونپنا مثلاً: میرا یہ شناختی کارڈ بنوا دو' وہ جاتا ہے قطار میں کھڑا ہوتا ہے پیچھا کرتا ہے وغیرہ وغیرہ' اس کی اُجرت جائز ہے' کیونکہ یہ سفارش کا معاوضہ نہیں ہے' یہ تو اُجرت پر کام کروانا ہے۔ ہاں جاہ و منصب استعمال کر کے سفارش کا معاوضہ لینا حرام ہے۔

مزدور سے کام پورا لینا اور اُجرت پوری نہ دینا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدور کی اُجرت جلدی دینے میں بڑی ترغیب دی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ اَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ)) ❷

''مزدور کو اُس کی اُجرت دو اس سے پہلے کہ اُس کا پسینہ خشک ہو۔''

مسلم معاشرے میں ظُلم کی قسموں میں سے ایک قسم مزدوروں' ملازموں اور عاملوں کو حقوق نہ دینا ہے اور اس ظُلم کی چند صورتیں ہیں:

① مزدور کا پورا حق مار جانا جبکہ مزدور کے پاس دلیل کوئی نہ ہو' پس اِس صورت میں اگرچہ دنیا میں مزدور کا حق ضائع ہوا ہے' لیکن قیامت کے دِن اللہ کے ہاں یہ حق ضائع نہیں ہوا' پس وہ ظالم آئے گا جس نے مظلوم کا مال کھایا ہے' تو مظلوم کو ظالم کی نیکیاں دے دی جائیں گی' اور اگر پھر بھی حق پورا نہ ہو تو مظلوم کے گناہ ظالم کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں گے اور ظالم کو آگ میں

❶ الآداب الشرعيه لابن المفلح ٢/١٧٦۔ ❷ ابن ماجه۔ ٢/٨١٧' صحيح الجامع۔ ١٤٩٣ (بہتر یہ ہے کہ اس روایت کو صیغۂ تمریض سے بیان کیا جائے کیونکہ اس میں کچھ ضعف ہے۔)

پھینک دیا جائے گا۔

② مزدور کے حق میں کمی کرنا' یعنی اُسے حق پورا نہ دینا بلکہ کم دینا' طے کیا تھا ۱۰۰ روپے دوں گا جب کام پورا لے لیا تو ۵۰ روپے پکڑا دیئے' یہ بھی ظلم ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ [سورۃ مطففین:۱]

''حق میں کمی کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے۔''

اس کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ بعض ایک اُجرت طے کر کے مزدوروں کو دوسرے شہر یا دوسرے ملک لے جاتے ہیں' لیکن جب کام شروع ہوتا ہے تو اُجرت کم کر دیتے ہیں وہ مزدور بے چارے مجبور اور بے بس ہوتے ہیں اور تھوڑی اُجرت پر کام کرنے کو مجبوراً تیار ہو جاتے ہیں' (حالانکہ ایسا کرنا ڈبل جُرم ہے' ایک جُرم حق میں کمی کرنا اور دوسرا جُرم دھوکا اور فراڈ کرنا)' اور اگر مالک مسلمان ہو اور مزدور کافر ہو تب بھی یہ گناہ ہے کیونکہ یہ اللہ کی راہ سے روکنا ہے۔

③ مزدور سے جتنا کام طے کیا ہے' اُس کام میں اضافی کام شامل کر دینا یا وقت بڑھا دینا اور اُجرت پہلی ہی برقرار رکھنا' اور اِضافی کام یا اضافی وقت کی اُجرت نہ دینا۔

④ اُجرت ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لینا' یعنی مزدور بے چارہ چکر کاٹ کاٹ کر تھک جاتا ہے لیکن اُسے اُجرت نہیں ملتی' اور بعض لوگ اس لئے ٹال مٹول کرتے ہیں کہ یہ تھک ہار کر خود ہی اپنا حق چھوڑ جائے' یا مزدوروں کی اُجرت کی رقم کام میں لگا کر فائدہ اُٹھانا مقصود ہوتا ہے اور بعض مالک تو مزدور کی تنخواہ سُود پر دے دیتے ہیں اور مزدور مسکین کے پاس اُس دِن کی روزی بھی

17194

نہیں ہوتی اور نہ ہی اہل وعیال کو بھیجنے کے لئے کوئی خرچہ ہی ہوتا ہے' جن کی خاطر وہ پردیس کاٹ رہا ہے' پس اِن تمام ظالموں کے لئے دردناک عذاب کی بربادی ہے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ اَعْطٰى بِیْ ثُمَّ غَدَرَ' وَ رَجُلٌ بَاعَ حُرًّا وَاَكَلَ ثَمَنَهٗ وَ رَجُلٌ اِسْتَأْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَ لَمْ يُعْطِهٖ اَجْرَهٗ)) ❶

''تین آدمی ہیں' قیامت کے دِن میں اُن کے خلاف جھگڑنے والا ہوں گا۔ (۱) وہ آدمی جس نے میرے نام پر دیا پھر غداری کی' (۲) وہ آدمی جو آزاد شخص کو بیچ کر قیمت کھا گیا' (۳) وہ آدمی جس نے مزدور رکھا اور اُس سے پورا کام لیا اور اُسے اُس کی اُجرت نہ دی۔''

اولاد کو عطیہ دینے میں عدل نہ کرنا

بعض لوگ اپنی بعض اولاد کو عطیات وہبات دیتے ہیں اور بعض کو نہیں دیتے' صحیح بات ہے کہ یہ حرام ہے' جب تک کوئی عذرِ شرعی نہ ہو' مثلاً: اولاد میں سے کسی کو اچانک کوئی حاجت پیش آجانا' کوئی خطرناک بیماری لاحق ہوجانا' قرض چڑھ جانا' یا اُس کے تحفیظِ قرآن کی بناء پر اُس سے مکافات کرنا' یا کسی کا بے روزگار ہوجانا' یا کثرتِ عیال کا ہونا یا طالب علم ہونا وغیرہ۔ ❷ اور ایسے موقع کے لئے بھی باپ کے لئے ضروری ہے کہ یہ ارادہ رکھے کہ اگر کسی اور بچے کو اِن معاملات میں سے کچھ پیش

❶ بخاری مع الفتح ٤/٤٤٧۔ ❷ عمومی طور پر (اس باب میں) باپ کی استطاعت اور اولاد کی بے بسی کی صورت میں نفقہ کے طور پر کسی کو دینا جائز ہے۔ (ز)

آئے تو اسی طرح خرچ کروں گا' اور اولاد کے درمیان عدل کی ایک دلیل تو دلیلِ عموم ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

((اِعۡدِلُوۡا هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی))

''عدل کرو' عدل ہی تقویٰ کے قریب ہے۔''

اور دلیل خاص یہ ہے: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرا باپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آیا' اور کہا: کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام ہبہ کیا ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَکُلَّ وَ لَدِكَ نَحَلۡتَهٗ مِثۡلَهٗ))

''کیا تو نے اپنی ساری اولاد کو اس طرح کا ہبہ دیا ہے؟''

تو اُس نے کہا: نہیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فَارۡجِعۡهُ'' [1] پس اس سے بھی واپس لے۔ اور ایک روایت میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡدِلُوۡا بَيۡنَ اَوۡلَادِكُمۡ)) [2]

''پس اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔''

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرا باپ واپس لوٹا اور اپنا عطیہ واپس لے لیا۔ [3] اور ایک روایت میں ہے: ''تب تُو مجھے گواہ نہ بنا' پس میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔'' [4]

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہے کہ وراثت کے اصول کے

---

[1] بخاری مع الفتح ۲۱۱/۵۔ [2] بخاری مع الفتح ۲۱۱/۵۔ [3] بخاری مع الفتح ۲۱۱/۵۔ [4] صحیح مسلم۔ ۱۲۴۳/۳۔

مطابق لڑکے کو لڑکی سے دوگنا دے۔ ❶

بعض خاندانوں میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرنے والے باپ بعض اولاد کو عطیات میں ترجیح دیتے ہیں۔ نتیجتاً اولاد ایک دوسرے سے کینہ اور بغض رکھنے لگ جاتی ہے' اور اُن کے درمیان عداوت پیدا ہو جاتی ہے اور بعض باپ اِس بنیاد پر بعض اولاد کو دیتے ہیں کہ یہ دودھیال کے مشابہ ہے اور بعض کو نہیں دیتے کیونکہ یہ ننہیال کے مشابہ ہے۔ یا اپنی ایک بیوی کی اولاد کو دیتے ہیں اور دوسری کی اولاد کو نہیں دیتے' اور اسی طرح بعض اولاد کو اچھے تعلیمی اداروں میں تعلیم دیتے ہیں اور بعض کو نہیں' حالانکہ اس کا نقصان باپ کو ہی ہوتا ہے کیونکہ اکثر اوقات محروم رکھا گیا مستقبل میں اپنے باپ سے حسنِ سلوک نہیں کرتا' اور نبی ﷺ نے اپنی اولاد کے درمیان فرق کرنے والے سے فرمایا تھا:

((اَلَيۡسَ يَسُرُّكَ اَنۡ يَّكُوۡنُوۡا اِلَيۡكَ فِي الۡبِرِّ سَوَاءً)) ❷

''کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ وہ تیرے ساتھ نیکی کرنے میں ایک جیسے ہوں؟''

لوگوں سے بلاضرورت سوال کرنا

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنۡ سَأَلَ وَ عِنۡدَهٗ مَا يُغۡنِيۡهِ فَإِنَّمَا يَسۡتَكۡثِرُ مِنۡ جَمۡرِ جَهَنَّمَ قَالُوۡا: وَ مَا الۡغِنَى الَّذِيۡ لَا تَنۡبَغِيۡ مَعَهُ الۡمَسۡأَلَةُ؟ قَالَ قَدۡرُ مَا يُغَدِّيۡهِ وَ يُعَشِّيۡهِ)) ❸

❶ مسائل الامام احمد لابی دائود ۲۰۴۔ ❷ مسند احمد۔ ۲۶۹/٤' صحیح مسلم۔ حدیث: ۱٦۲۳۔ ❸ ابو داؤد۔ ۲۸۱/۲' صحیح الجامع۔ ٦۲۸۰۔

''جو لوگوں سے سوال کرے جبکہ اُس کے پاس اتنا کچھ ہو جو اُسے کافی ہے تو وہ جہنم کے انگارے حاصل کر رہا ہے' لوگوں نے کہا: وہ غنیٰ کیا ہے؟ جس کے ہوتے ہوئے سوال جائز نہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: جو اُس کے صبح شام کے کھانے کے لئے کافی ہو اور

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَأَلَ وَ لَهُ مَا يُغْنِيهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُدُوشًا اَوْ كُدُوشًا فِي وَجْهِهِ)) ❶

''جس نے مانگا اور اُس کے پاس اتنا ہے جو اُسے کافی ہے' وہ قیامت کے دن آئے گا اس حال میں کہ اُس کے چہرے میں چھیلنا یا زخمی ہونا ہوگا۔''

بعض تیز طرار پیشہ ور بھکاری مساجد میں اللہ کی مخلوق کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں' اپنی شکایات سُناتے ہیں اور لوگوں کی تسبیحات کاٹ دیتے ہیں' اور بعض بڑا بڑا جھوٹ بولتے ہیں اور جعلی کاغذ بنا لیتے ہیں اور اپنے خاندان کے افراد کو مختلف مساجد میں بکھیر دیتے ہیں' پھر اُنہیں جمع کرتے ہیں اور دوسری مسجد کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں' حالانکہ وہ اتنے غنی ہوتے ہیں کہ اللہ ہی جانتا ہے' جب وہ مرتے ہیں تو ترکہ ظاہر ہوتا ہے' اور اس کے برعکس بہت سارے حقیقی محتاج ہیں' جنہیں جاہل لوگ غنی سمجھتے ہیں اُن کے نہ مانگنے کی وجہ سے اور وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے

❶ مسند احمد۔ ۱/۳۸۸ (اور صحیح مسلم میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے لوگوں سے ان کے اموال اپنا مال بڑھانے کے لیے مانگے پس وہ انگارے مانگتا ہے پس تھوڑے لے لے یا زیادہ لے لے۔

اور نہ ہی وہ پہچانے جاتے ہیں کہ اُن پر صدقہ کیا جائے (حالانکہ ایسے لوگوں کو ڈھونڈ کر انہیں صدقہ وخیرات دینا چاہیئے)۔

واپس نہ کرنے کی نیت سے قرض لینا

اللہ کے ہاں حقوق العباد بہت عظیم ہیں' آدمی توبہ کر کے اللہ کے حق سے تو نکل جاتا ہے لیکن حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر کوئی چارہ نہیں' اس سے پہلے کہ وہ دن آ جائے جس دن لوگوں سے درہم و دینار سے حق نہیں لیا جائے گا بلکہ اچھائیوں اور برائیوں کے ذریعے حقوق کی ادائیگی ہوگی' اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا......﴾

[سورۂ نساء:۵۸]

''یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے اہل کو ادا کر دو۔''

ہمارے معاشرے میں پائی جانے والی عام برائیوں میں سے ایک برائی یہ ہے کہ لوگ قرض لینے میں بہت بے پرواہ ہیں' لوگ بغیر کسی مجبوری کے قرض لیتے ہیں' مثلاً: کاروبار میں وسعت کے لئے' دوسروں کا مقابلہ کرتے ہوئے' نئی سواری یا نیا فرنیچر بنانے کے لئے' (اِسی طرح مکان کی ڈیکوریشن کے لئے) اور اسی قسم کی دیگر دنیاوی' غیر ضروری چیزوں کے لئے قرض لیتے پھرتے ہیں' اور اکثر لوگ قسطوں پر اشیاء خریدتے ہیں جس کی اکثر صورتیں شبہہ اور حرام سے خالی نہیں۔

قرض لینے میں بے پرواہی اکثر ٹال مٹول کی طرف لے جاتی ہے' یا لوگوں کے اموال کو ضائع اور تباہ کرنے تک پہنچا دیتی ہے' حالانکہ نبی ﷺ نے اس عمل سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ، يُرِيْدُ أَدَاءَ هَا اَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ، وَ مَنْ اَخَذَ يُرِيْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ)) ❶

''جس شخص نے لوگوں کا مال اِس نیت سے لیا کہ وہ ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کی طرف سے ادائیگی فرمائے گا (یعنی اُس کی مدد کرے گا) اور جو تلف کرنے کی غرض سے مال لے گا' اللہ تعالیٰ اُسے تلف کر دے گا۔''

لوگ اکثر قرض کے معاملے میں سستی برتتے ہیں اور اسے معمولی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ اللہ کے ہاں بہت خطرناک ہے بلکہ شہید اپنی بہت سی خوبیوں' فضیلتوں اور امتیازی خصلتوں اور بلند مرتبے کے باوجود قرض کے بوجھ سے نہیں نکلے گا' اور اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ التَّشْدِيْدِ فِي الدَّيْنِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ اَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ ثُمَّ اُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ وَ عَلَيْهِ دَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ دَيْنُهُ)) ❷

''سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے قرض کے بارے میں کس حد تک سختی نازل فرمائی ہے۔ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اگر ایک آدمی اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جائے پھر زندہ کیا جائے' پھر شہید کیا جائے پھر زندہ کیا جائے پھر شہید کر دیا جائے' اور اُس پر قرض ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا' حتیٰ کہ اُس سے قرض ادا کر دیا جائے......''

کیا اس کے بعد بھی قرض میں سُستی اور لاپرواہی کرنے والوں کے لئے کوئی

❶ بخاری مع الفتح ٥/٥٤۔ ❷ النسائی فی المجتبیٰ۔ ٣١٤/٧' صحیح الجامع۔ ٣٥٩٤۔

گنجائش ہے۔

حرام خوری

وہ لوگ جن کے دلوں میں خوفِ الٰہی نہیں ہے وہ بالکل پرواہ ہی نہیں کرتے کہ اُنہوں نے یہ مال کہاں سے کمایا ہے اور کہاں خرچ کررہے ہیں' بلکہ اُن کا ایک ہی فکر ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے مال بڑھایا جائے' خواہ بالکل حرام اور خبیث ہی کیوں نہ ہو' خواہ چوری ہو' رشوت ہو' غصب ہو' دھوکا وفریب ہو' حرام تجارت ہو' سُود ی کاروبار ہو' مالِ یتیم ہو' حرام عمل کی اُجرت ہو' مثلاً: کہانت' بدکاری اور گانا بجانا وغیرہ' یا خواہ مسلمانوں کے بیت المال پر دست درازی ہو' مسلمانوں کی عام ملکیت پر زیادتی ہو' خواہ غیر کا مال کسی بھی گناہ کے ذریعے حاصل کرنا ہو' خواہ بلاوجہ بھیک کے ذریعے مال جمع ہو' وغیرہ وغیرہ...... پھر وہ اسی مالِ حرام سے کھاتے ہیں' پیتے ہیں' پہنتے ہیں' سواری بناتے ہیں' گھر تعمیر کرتے ہیں' اور گھر کا سامان بناتے ہیں' غرضیکہ وہ اپنے پیٹ میں حرام داخل کرتے ہیں' حالانکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ لَحمٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ أَوْلٰى بِهٖ)) [1]

''ہر وہ گوشت جس نے حرام سے پرورش پائی پس آگ ہی اُس کے لائق ہے۔''

اور قیامت کے دن آدمی سے پوچھا جائے گا کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا' تو اُس وقت ہلاکت اور تباہی ہوگی' لہٰذا جس کسی کے پاس بھی حرام کے مال

[1] الطبراني في الكبير۔ ١٩/١٣٦' صحيح الجامع ۔ ٤٤٩٥۔

میں سے کچھ ہے، پس وہ اُس سے رہائی پانے کی جلد کوشش کرے اور وہ اگر کسی کا حق ہو تو وہ جلدی حق والے کو پہنچائے۔ اور ساتھ معافی طلب کرے اس سے پہلے کہ قیامت کے دن اُس سے درہم و دینار کی بجائے حسنات و سیئات کے ذریعے حساب چکایا جائے۔

شراب پینا خواہ ایک ہی قطرہ ہو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [سورۂ مائدہ:۹۰]

''یقیناً شراب، جوا، غیر اللہ کے دربار اور تیروں کے ذریعے قسمت آزمائی پلید ہے، شیطانی عمل ہے، پس اس سے بچ جاؤ تا کہ تم فلاح پاؤ۔''

شراب سے بچنے کا حکم دینا وہ شراب کی حُرمت کی بہت بڑی دلیل ہے، اور اللہ تعالیٰ نے شراب کو انصاب کے ساتھ ملایا ہے جو کہ کفار کے الٰہ اور بُت ہیں، پس کسی کے لئے بہانے کی کوئی گنجائش نہیں کہ وہ کہے کہ اللہ نے بچنے کا حکم دیا ہے یہ نہیں کہا: کہ حرام ہے۔

حدیثِ رسول ﷺ میں شراب پینے والے کے لئے بہت سخت وعید ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

((...... اَنْ يَّسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ))

''اللہ نے یہ اپنے ذمے لیا ہے کہ جو شخص نشہ آور چیز پیئے گا اللہ تعالیٰ اُسے ''طینۃُ الخبال'' پلائے گا۔''

لوگوں نے کہا: ''طینۃُ الخبال'' کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہنمیوں کا پسینہ یا نچوڑ ہے'' [1] اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ:

((مَنْ مَّاتَ مُدْ مِنُ خَمْرٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَ هُوَ كَعَابِدِ وَثَنٍ)) [2]

''جو شخص اِس حال میں مرا کہ وہ دائمی شراب نوش تھا' وہ اللہ کو ملے گا کہ وہ بتوں کے پجاری کی طرح ہوگا۔''

آج ہمارے دور میں شراب اور مسکرات ومنشیات کی بہت زیادہ قسمیں ہو چکی ہیں' اور اُن کے بہت سارے عربی اور عجمی نام ہیں' مثلاً: بیرہ' جعہ' الکحل' عرق' فودکا' اور شمبانیا وغیرہ۔ اور اَب اِس اُمت میں اُن لوگوں کا ظہور ہو چکا ہے جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا تھا:

((لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا)) [3]

''میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اُس کا کوئی اور نام رکھ لیں گے۔''

پس اَب لوگ شراب کو مشروبات روحیہ وغیرہ کا نام دیتے ہیں اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

﴿يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ﴾ [سورۂ بقرہ:۹]

''وہ اللہ اور ایمانداروں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں حالانکہ وہ اپنے آپ کو دھوکا

---

[1] مسلم شریف ۱۵۸۷/۳۔ [2] طبرانی۔ ۴۵/۱۲' صحیح الجامع۔ ۶۵۲۵۔ [3] مسند احمد۔ ۳۴۲/۵' صحیح الجامع۔ ۵۴۵۳۔

دے رہے ہیں اور وہ شعور نہیں رکھتے۔''

اور شریعت نے عظیم ضابطہ مقرر فرما دیا ہے جو قطعی فیصلہ دیتا ہے اور دینی احکام کا مذاق اُڑانے کے فتنے کو جڑ سے اکھیڑ دیتا ہے، اور وہ ضابطہ یہ ہے:

((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)) ❶

''ہر نشہ آور چیز خمر (شراب) ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

پس ہر وہ چیز جو عقل پر اثر انداز ہو اور نشہ طاری کرے پس اُس کی تھوڑی اور زیادہ مقدار حرام ہے۔ ❷ لہٰذا جتنے مرضی نام بدل جائیں پس مسمّٰی (چیز) ایک ہی ہے اور اُس کا حکم معلوم ہے۔

اور آخر میں ہم شراب نوشی کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی جامع نصیحت ذکر کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاةٌ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، وَ اِنْ مَّاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَ إِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاةٌ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَ اِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاةٌ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَ إِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّسْقِيَهٗ مِنْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

❶ مسلم شریف۔ ۳/۱۵۸۷۔ ❷ یہ ایک حدیث کا مفہوم ہے جو سنن ابی داوٗد میں ہے، صحیح ابی دائود۔۳۱۲۸۔

وَ مَا رَدْغَةُ الخَبَالِ قَالَ: عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ)) [1]

''جس نے شراب پی کر نشہ کیا اُس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوگی' اور اگر وہ اس حالت میں مر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا' ہاں اگر توبہ کر لی تو اللہ اُس کی توبہ قبول کرے گا' اور اگر اُس نے دوبارہ شراب پی کر نشہ کیا تو پھر اُس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوگی' اور اگر وہ اس حالت میں مر گیا تو آگ میں داخل ہوگا' اور اگر اُس نے توبہ کر لی تو اللہ اُس کی توبہ قبول فرمائے گا' اور اگر اُس نے پھر شراب پی کر نشہ کیا تو اُس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہو گی اور اگر وہ اسی حالت میں مر گیا تو آگ میں داخل ہوگا۔ اور اگر اُس نے توبہ کر لی تو اللہ اُس کی توبہ قبول کرلے گا' اور اگر اُس نے پھر شراب پی کر نشہ کیا تو اللہ پر حق ہے کہ اُسے ''ردغة الخبال'' سے پلائے' لوگوں نے پوچھا: ''رَدْغَةُ الخَبَال'' کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جہنمیوں کا نچوڑ ہے۔''

پس جب مسکرات (نشہ آور اشیاء) پینے والوں کا یہ حال ہے تو اُن لوگوں کا کیا انجام ہو گا جو اس سے بھی خطرناک چیزیں مخدرات (عقل خراب کرنے والی چیزوں) کا استعمال کرتے ہیں۔

(نیز سگریٹ نوشی' تمباکو نوشی' منشیات وغیرہ مسکرات میں ہی داخل ہیں۔ اُس کی حُرمت کے دلائل آگے مستقل طور پر آ رہے ہیں)

---

[1] ابن ماجہ۔ حدیث : ٣٣٧٧' صحیح الجامع۔ ٦٣١٣۔

سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال اور اُن میں کھانا پینا

آج جس بڑی دکان پر بھی گھریلو سامان فروخت ہوتا ہے وہاں سونے چاندی کے برتن موجود ہیں، یا سونے چاندی کا پانی چڑھائے ہوئے برتن بِک رہے ہیں، اور اِسی طرح اہلِ ثروت کے گھروں میں اور بعض ہوٹلوں میں بھی سونے چاندی کے برتن موجود ہیں، بلکہ یہ برتن نفیس قسم کے تحفوں میں داخل ہو چکے ہیں جو تحفے بعض خاص مواقع پہ لوگ ایک دوسرے کو دیتے ہیں، اور بعض لوگ اپنے گھروں میں تو ایسے برتنوں کو صرف رکھ چھوڑتے ہیں لیکن دوسرے لوگوں کے ہاں جا کر استعمال کر لیتے ہیں، حالانکہ یہ سب حرام ہے، نبی ﷺ سے اس سلسلے میں سخت وعید آئی ہے حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الَّذِیْ یَأْکُلُ اَوْ یَشْرَبُ فِی آنِیَةِ الفِضَّةِ وَالذَّهَبِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِی بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ)) ❶

''وہ شخص جو سونے یا چاندی کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے یقیناً وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔''

اور یہ حکم ہر قسم کے برتنوں کو شامل ہے، مثلاً: پلیٹ، کانٹا، چمچہ، چھری، ضیافتی برتن اور سویٹ، ڈش کے برتن (یعنی کریم سیٹ) وغیرہ۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں: کہ ہم یہ برتن استعمال نہیں کرتے، ہم تو ویسے شوکیس وغیرہ میں ڈیکوریشن کے لئے رکھ چھوڑتے ہیں، لیکن یہ بھی جائز نہیں ہے، تاکہ ان کے استعمال کا امکان بھی ختم کیا جائے۔ ❷

---

❶ مسلم ۳/۱۶۳۴۔ ❷ از افادات الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمة الله علیه۔

جھوٹی گواہی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ......﴾ [سورۃ حج:۳۰۔۳۱]

''پس بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹی گواہی سے بچو' اللہ کے لئے یکطرفہ ہو جاؤ' اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔''

اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ (ثَلَاثًا) اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ' وَ جَلَسَ وَ كَانَ مُتَّكِئًا۔ فَقَالَ اَلَا وَ قَوْلُ الزُّوْرِ قَالَ فَمَازَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَه' سَكَتَ)) ❶

''کیا میں تمہیں بڑے گناہوں میں سے بھی بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ تین مرتبہ فرمایا: (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا' (۲) والدین کی نافرمانی' پھر آپ ٹیک لگا کر بیٹھے تھے تو اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: (۳)۔ اور جھوٹی گواہی۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرماتے گئے اور جھوٹی گواہی اور جھوٹی گواہی...... حتیٰ کہ ہم نے کہا: کاش کہ آپ خاموش ہو جائیں۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی گواہی والی بات کو جو اتنا دہرایا ہے اس کی وجہ یہ ہے

❶ بخاری مع الفتح ۲٦۱/۵۔

کہ لوگ اِس سلسلے میں بے حد غفلت کا شکار ہیں' اور عداوت وحسد کی شکل میں اِس کے اسباب بہت ہیں' اور پھر جھوٹی گواہی کے نقصانات بہت زیادہ ہیں' جھوٹی گواہی سے حقوق ضائع ہو جاتے ہیں' بَری لوگ ملزم ٹھہر جاتے ہیں' لوگ وہ کچھ حاصل کر لیتے ہیں جس کا انہیں حق نہیں' یا ایسا نسب دے دیا جاتا ہے جو نسب ہے ہی نہیں۔

اور اسی طرح عدالتوں کے آس پاس لوگ گواہی کا تبادلہ کرتے نظر آتے ہیں' وہ کہتا ہے: آپ میرے گواہ بن جائیں میں آپ کا گواہ بن جاتا ہوں' اور ایسے ایسے معاملات میں وہ ایک دوسرے کے گواہ بن جاتے ہیں جن معاملات میں عینی شہادت اور موقع پر موجودگی ضروری ہوتی ہے' حالانکہ اُن کی آپس میں ملاقات ہی عدالت کی دہلیز پر ہوئی ہے اور یہ بالکل جھوٹ اور فراڈ ہے۔

چاہیۓ تو یہ کہ گواہی بالکل اپنے علم اور معائنہ ومشاہدہ کے مطابق ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:

﴿وَ مَا شَهِدْنَا اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا﴾ [سورۂ یوسف:۸۱]

''اور ہم نے تو صرف اپنے علم کے مطابق گواہی دی ہے۔''

گانا بجانا اور موسیقی' میوزک سُننا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ......﴾ [لقمان:٦]

''اور کئی لوگ کھیل تماشے کا سامان خریدتے ہیں تا کہ اللہ کی راہ سے بہکائیں......''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قسم اُٹھا کر فرماتے تھے کہ اِس آیت میں "لھو الحدیث" سے مراد گانا بجانا ہے۔ ❶ اور ابو عامر رضی اللہ عنہ اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِيْ أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ)) ❷

''میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور میوزک موسیقی کو حلال ٹھہرائیں گے۔''

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيَكُوْنَنَّ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَّ قَذْفٌ وَ مَسْخٌ وَ ذٰلِكَ إِذَا شَرِبُوْا الْخُمُوْرَ وَاتَّخَذُوْا الْقَيْنَاتِ وَ ضَرَبُوْا بِالْمَعَازِفِ)) ❸

''اِس امت میں زمین میں دھنسنے، پتھر برسنے اور شکلیں بگڑنے کا عذاب ہوگا، اور یہ اُس وقت ہوگا جب لوگ شرابیں پئیں گے، ناچنے گانے والی عورتیں رکھیں گے اور میوزک موسیقی بجائیں گے۔''

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بانسری اور باجے کو احمق، فاجر آواز قرار دیا ہے، اور پُرانے علماء کرام (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ) نے آلاتِ لھو ولعب کی حُرمت پر نص ذکر کی ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حدیث میں میوزک موسیقی اور گانے بجانے کی مذمت کی ہے اُس میں جدید آلاتِ میوزک: ڈھول طبلہ سرنگی وغیرہ

❶ تفسیر ابن کثیر۔ ۳۳۲/۶۔ ❷ بخاری مع الفتح ۵۱/۱۰۔ ❸ سلسلة الاحادیث الصحیحه۔ ۲۲۰۳، ترمذی شریف۔ ۲۲۱۲۔

بھی داخل ہیں' بلکہ یہ جدید آلات تو پرانے آلات کی نسبت بہت زیادہ جذباتِ نفسانی کو بھڑکاتے ہیں' اور عقل خراب کرنے میں بہت زیادہ مؤثر ہیں' لہٰذا یہ جدید آلات قدیم آلات کی نسبت بالأ ولیٰ حرام ہیں' بلکہ میوزک موسیقی کا نشہ تو شراب کے نشے سے بھی سخت اور مضر ہے' جس طرح امام ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ذکر فرمایا ہے' اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب موسیقی اور میوزک کے ساتھ گلوکاراؤں اور فاحشہ عورتوں اور فاحش مردوں کی حیاء باختہ آوازیں شامل ہو جائیں تو گناہ اور بھی ڈبل ہو جاتا ہے' اور مسئلہ اور بھی خطرناک ہو جاتا ہے جب کلمات عشق اور گندی محبت پر مشتمل ہوں' اور عورتوں کے محاسن کا تذکرہ ہو' اس لئے اہلِ علم نے گانے بجانے کو زنا کی ڈاک قرار دیا ہے' اور گانا دِل میں نفاق اُگاتا ہے' اور بالعموم گانا بجانا اور موسیقی میوزک اِس دور کا بہت بڑا فتنہ ہے۔

اور اس سے بڑھ کر پریشانی یہ ہے کہ آج کل میوزک بہت ساری چیزوں میں داخل کر دیا گیا ہے' مثلاً: گھڑیاں' (حتیٰ کہ مسجدوں کی گھڑیوں میں میوزک گونج رہا ہے) بیل' بچوں کے کھلونے' کمپیوٹر' اور بعض ٹیلیفون سیٹ وغیرہ' پس معاملہ اِس قدر بگڑ گیا ہے کہ زبردست محنت وعزیمت کی ضرورت ہے' پس اللہ ہی مددگار ہے۔

(نیز یہ قوالیاں جنہیں لوگ تبرک کے طور پر سنتے ہیں' جن میں میوزک بھی ہے' ڈھول کی تھاپ بھی' اور اس کے ساتھ ساتھ تصوّف کا گند بھی ہے' اور شرک وبدعت کی غلاظت بھی' لہٰذا یہ قوالیاں عام گانے بجانے سے بھی بدترین چیز ہیں)۔

غیبت

بہت سی مجلسوں کا پسندیدہ مشغلہ اور چسکا مسلمانوں کی غیبت اور اُن کی عزتوں کو پامال کرنا ہے' حالانکہ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس سے منع کیا ہے اور اپنے بندوں کو اِس سے سخت نفرت دلائی ہے۔ اور اس کی انتہائی بُری مثال دی ہے' جس سے نفوس بہت نفرت کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡهِ مَیۡتًا فَکَرِهۡتُمُوۡهُ﴾ [سورۂ حجرات:۱۲]

''اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کرے' کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے' پس تم اسے ناپسند ہی کرو گے۔''

نبی ﷺ نے اپنے ارشاد میں غیبت کا مطلب بیان فرمایا: ''اَتَدۡرُوۡنَ مَاالۡغِیۡبَةُ؟'' کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اَللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗ اَعۡلَمُ کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ذِکۡرُکَ اَخَاکَ بِمَا یَکۡرَهُ))

''تیرا اپنے بھائی کی ایسی بات بیان کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔''

پوچھا گیا: اگر میرے بھائی میں واقعتاً وہ بات موجود ہو تو پھر؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنۡ کَانَ فِیۡهِ مَا تَقُوۡلُ فَقَدِ اغۡتَبۡتَهٗ وَ اِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ فِیۡهِ فَقَدۡ بَهَتَّهٗ)) ❶

---

❶ مسلم شریف۔ ٤/٢٠٠١

''اگر اُس کے اندر وہ بات ہو تو تب ہی تو نے اُس کی غیبت کی ہے' اگر نہ ہو تو پھر تو تُو نے اُس پر بہتان لگایا ہے۔''

پس ثابت ہوا کہ مسلمان کی کوئی ایسی بات بیان کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہے غیبت ہے' خواہ وہ اُس کے بدن کے متعلق ہو یا دین' دنیا' نفس' اخلاق یا طبیعت کے متعلق ہو' اور اس کی کئی شکلیں ہیں' اُن میں سے ایک شکل یہ ہے کہ اُس کے عیوب بیان کئے جائیں یا مذاق کے طور پر اُن کی نقل اُتاری جائے۔

اور لوگ غیبت کے مسئلے میں بہت سُستی کرتے ہیں' حالانکہ یہ اللہ کے ہاں انتہائی قبیح اور شنیع عمل ہے' اور اس کی شناعت وقباحت کی دلیل یہ حدیث ہے:

((اَلرِّبَا اِثْنَانِ وَ سَبْعُوْنَ بَاباً اَدْنَاهَا مِثْلُ اِتْيَانِ الرَّجُلِ اُمَّهٗ' وَ اِنَّ اَرْبَى الرِّبَا اسْتِطَالَةُ الرَّجُلِ فِي عِرْضِ اَخِيْهِ)) ❶

''سُود کے بہتر (۷۲) دروازے ہیں' اور اُن میں سے سب سے چھوٹا ایسے ہے جیسے آدمی اپنی ماں سے منہ کالا کرے اور سود کے سب سے بڑے دروازے سے بھی خطرناک جُرم یہ ہے کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کی بے عزّتی کرے۔''

مجلس میں بیٹھنے والے پر فرض ہے کہ وہ بُرائی سے منع کرے اور اور اپنے اُس بھائی کا دفاع کرے جس کی غیبت کی جارہی ہے' نبی ﷺ نے اِس کے بارے میں بڑی ترغیب دی ہے ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَّجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❷

❶ سلسلة الاحاديث الصحيحة۔ ۱۸۷۱۔ ❷ مسند احمد۔ ٦/ ٤٥٠' صحيح الجامع۔ ٦٢٣٨۔

''جس نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا' اللہ تعالیٰ اُس کے چہرے سے قیامت کے دن آگ کو دور کر دے گا۔''

چغلی کھانا

لوگوں کی باتیں ایک دوسرے کو پہنچانا تعلقات بگاڑنے اور کینے اور دشمنی کی آگ بھڑکانے کا بہت بڑا سبب ہے' اللہ تعالیٰ نے اِس فعل کے مرتکب کی بڑی سخت مذمت فرمائی ہے' ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ، هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ﴾

[سورۂ قلم: ۱۰۔۱۱]

''اور ہر قسمیں اُٹھانے والے ذلیل آدمی کی بات نہ مانو' جو عیب لگانے والا چغلی کھانے والا ہے۔''

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)) [1]

''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے باغوں میں سے ایک باغ کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی آواز سُنی' جنہیں اُن کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] بخاری مع الفتح۔ ۱۰/۴۷۲' اور نہایۃ لابن اثیر میں ہے: قتات وہ ہے جو جاسوسی کر کے باتیں اِدھر اُدھر پہنچائے۔

((يُعَذَّبَانِ وَ مَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ۔ ثُمَّ قَالَ: بَلٰى (وَ فِي رِوَايَةٍ وَ اِنَّهٗ لَكَبِيرٌ) كَانَ اَحَدُ هُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَ كَانَ الْآخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيمَةِ)) ❶

''اِن دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے' اور انہیں کسی ایسے کام پر عذاب نہیں دیا جا رہا جس سے بچنا بڑا بھاری کام ہو' پھر فرمایا: کیوں نہیں (اور ایک روایت میں ہے: یہ بہت بڑا جُرم ہے) اِن میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا' اور دُوسرا چغل خوری کرتا تھا۔''

اور چغل خوری کی بدترین شکل شوہر کو بیوی کے خلاف اور بیوی کو شوہر کے خلاف اُکسانا ہے' تا کہ ان کے تعلقات بگڑ جائیں' اور اسی طرح بعض ملازموں اور وظیفہ خواروں کا اپنے مدیر' آفیسر اور ذمہ دار کو دوسروں کی باتیں پہنچانا تا کہ فساد برپا ہو' یہ سب حرام ہے۔

لوگوں کے گھروں میں بلا اجازت جھانکنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا......﴾ [سورۂ نور:۲۷]

''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا کسی کے گھر میں داخل نہ ہوا کرو حتیٰ کہ اجازت لو اور گھر والوں پر سلام کہو۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اِس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ

❶ بخاری شریف مع الفتح۔ ۳۱۷/۱۔

اجازت لینے کا مقصد یہ ہے کہ گھر والوں پر نظر نہ پڑے):

((اِنَّمَا جُعِلَ اَلِاسۡتِیۡذَانُ مِنۡ اَجۡلِ الۡبَصَرِ)) ❶

''اجازت تو ضروری ہی صرف نظر کی وجہ سے ہے۔''

اور آج عمارتیں ساتھ ساتھ ہونے کی وجہ سے' اور کھڑکیاں دروازے آمنے سامنے ہونے کی وجہ سے ہمسایوں کا ایک دوسرے کے گھر جھانکنا عام ہو گیا ہے' اور بعض دفعہ تو اونچے مکان والے چھت پر چڑھ کر عمداً نچلے مکان والوں کے گھر جھانکتے ہیں۔ اور یہ خیانت ہے' اور پڑوسیوں کی بے حُرمتی ہے اور حرامکاری کا ذریعہ ہے۔ اور اِس وجہ سے بہت سے فتنے اور فسادات پیدا ہوئے ہیں' اور اِس جُرم کی قباحت اور خطرناکی کے لئے یہ دلیل کافی ہے کہ شریعت نے کسی کے گھر جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑنے کا قصاص ہی نہیں رکھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنِ اطَّلَعَ فِی بَیۡتِ قَوۡمٍ بِغَیۡرِ اِذۡنِهِمۡ فَقَدۡ حَلَّ لَهُمۡ اَنۡ یَفۡقَأُوۡا عَیۡنَهٗ)) ❷

''جو کسی کے گھر بلا اجازت جھانکے تو اُن کے لئے جائز ہے کہ اُس کی آنکھ پھوڑ دیں۔''

اور ایک روایت میں ہے:

((فَفَقَؤُوۡا عَیۡنَهٗ فَلَا دِیَةَ لَهٗ وَ لَا قِصَاصَ)) ❸

''پس اگر گھر والے اُس کی آنکھ پھوڑ دیں تو نہ دیت ہے اور نہ قصاص۔''

---

❶ بخاری مع الفتح ۔ ۱۱/ ۲۴۔ ❷ مسلم شریف۔ ۳/ ۱۶۹۹۔

❸ مسند احمد۔ ۲/ ۳۸۵۔

تیسرے کے بغیر دو کا سرگوشی کرنا

مجلس کی آفات میں سے یہ بہت بڑی آفت ہے تاکہ شیطان لوگوں کے درمیان تفرقہ ڈالے اور بعض کے خلاف بعض کے سینے میں کینہ ڈالے جبکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَۃً فَلَا یَتَنَاجٰی رَجُلَانِ دُوْنَ الْآخِرِ، حَتّٰی تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ اَجْلَ [1] اَنَّ ذٰلِکَ یُحْزِنُہٗ)) [2]

"جب تم تین ہو تو دو آدمی تیسرے کے بغیر سرگوشی نہ کریں، حتیٰ کہ تم لوگوں میں خلط ملط ہو جاؤ، کیونکہ یہ بات اُسے پریشان کرے گی۔"

اور اس میں چوتھے کے بغیر تین کا سرگوشی کرنا بھی داخل ہے۔

اسی طرح جب تین ہوں تو دو کا ایسی زبان میں کلام کرنا جو تیسرا نہ سمجھتا ہو۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس طرح سرگوشیاں کرنے میں تیسرے آدمی کی تحقیر ہے، یا تیسرے آدمی کو یہ وہم ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں میرے خلاف کوئی بُرا پروگرام بنا رہے ہیں۔

کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا

اُن گناہوں میں سے جنہیں لوگ معمولی سمجھتے ہیں اور وہ اللہ کے ہاں بہت بڑا ہے چادر یا شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ہے، اور بعض کا کپڑا تو زمین سے لگ رہا ہوتا ہے اور بعض کا کپڑا اُن کے پیچھے زمین پر گھسیٹا جا رہا ہوتا ہے۔

---

[1] بعض روایات میں من اجل ...... ہے۔ [2] بخاری مع الفتح ۔ ۱۱/۸۳۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ: اَلْمُسْبِلُ وَ الْمَنَّانُ وَالْمُنفِقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ))❶

''تین قسم کے آدمی ہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُن سے کلام نہیں کرے گا' اور نہ اُن کی طرف دیکھے گا' اور نہ اُنہیں پاک کرے گا' اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا: ① کپڑا ٹخنے سے نیچے لٹکانے والا' ② احسان کر کے جتانے والا' ③ اور جھوٹی قسم اُٹھا کے سودا بیچنے والا۔''

آج اگر کوئی شخص کہے کہ میرا کپڑا تکبّر کی وجہ سے نہیں بلکہ ویسے ہی لٹکا ہوا ہے' اُس کی یہ بات غیر مقبول ہے اور اُس کی یہ صفائی مردود ہے' کیونکہ بہت ساری احادیث میں کپڑا ٹخنوں سے نیچے کرنے پر وعید آئی ہے تکبّر کی نیت ہو یا نہ ہو' جس طرح ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِي النَّارِ''❷

''جتنا کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکے گا وہ آگ کا باعث ہوگا۔''

(لہٰذا تکبر کی نیت ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں حرام ہے' بلکہ ایک حدیث میں ہے' کہ کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ہے ہی تکبّر) ہاں جب ساتھ تکبر کا ارادہ ہو تو سزا اور زیادہ سخت ہوگی' ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))❸

❶ مسلم شریف۔ ۱۰۲/۱۔ ❷ مسند احمد۔ ۲۵۴/۶۔ ❸ بخاری شریف۔ ۳۴٦۵۔

''جس نے اپنا کپڑا تکبر سے نیچے لٹکایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔''

اور یہ اس لئے کہ اس نے دو حرام کاموں کو جمع کیا ہے اور ہر لباس میں اِسبال (کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا) حرام ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْإِسْبَالُ فِی الْإِزَارِ وَالْقَمِیْصِ وَالْعِمَامَةِ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَیْئًا خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) ❶

''(کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا) تہبند، قمیص اور پگڑی سب میں ہے، جس نے اِن میں سے کچھ بھی تکبر سے لٹکایا اللہ قیامت کے دن اُسے (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔''

ہاں عورت کو حکم ہے کہ وہ قدم ڈھانپنے کے لئے کپڑا نیچے لٹکائے، تاکہ ہوا وغیرہ کی وجہ سے بے پردگی نہ ہو، لیکن عورت کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ حد سے تجاوز کرے جس طرح بعض دلہنوں کے لباس کئی بالشت بلکہ کئی میٹر لمبے رکھے جاتے ہیں اور پیچھے سے کسی کو اُٹھوائے گئے ہوتے ہیں۔

مَردوں کا سونا پہننا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اُحِلَّ لِإِنَاثِ اُمَّتِی الْحَرِیْرُ وَالذَّهَبُ وَ حُرِّمَ عَلٰی ذُکُوْرِهِمَا)) ❷

''میری امت کی عورتوں کے لئے سونا اور ریشم حلال کیا گیا ہے اور مَردوں

❶ ابو دائود شریف۔ ٤/٣٥٣۔ ❷ مسند احمد۔ ٤/٣٩٣۔

کے لئے حرام ٹھہرایا گیا ہے۔''

لیکن اس کے باوجود آج بازاروں میں مَردوں کے لئے سونے کی گھڑیاں' عینکیں' بٹن' قلمیں اور زنجیریں وغیرہ فروخت ہو رہی ہیں اور بعض ایسی اشیاء بِک رہی ہیں جن پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض علمی مقابلوں میں مردانہ سونے کی گھڑی بطورِ انعام دی جا رہی ہے۔

(حتیٰ کہ شادی بیاہ پر لڑکوں کو سونے کی انگوٹھیاں بطورِ گفٹ دی جا رہی ہیں)۔

جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ ﷺ نے اُسے اتار پھینکا اور فرمایا:

((يَعْمَدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهٖ)) ❶

''تم میں سے کوئی ایک آگ کا انگارا پکڑتا ہے اور اُسے اپنے ہاتھ میں پہن لیتا ہے؟......''

پھر جب رسول اللہ ﷺ چلے گئے تو کسی نے اُس شخص سے کہا: اپنی انگوٹھی لے لو اور اس سے فائدہ اُٹھاؤ' تو اُس نے جواب دیا: اللہ کی قسم میں وہ انگوٹھی کبھی نہیں اٹھاؤں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے پھینکا ہے۔

عورتوں کا چھوٹے' باریک اور تنگ کپڑے پہننا

دشمنانِ اسلام نے اِس دور میں ہمیں جو چیزیں دی ہیں اُن میں سے وہ ملبوسات ہیں جن کی شکلیں انہوں نے ڈیزائن کیں اور وہ ملبوسات مسلمانوں میں رائج ہو گئے اور وہ پردہ کا کام بھی نہیں دیتے' کیونکہ وہ ملبوسات چھوٹے' تنگ یا باریک

❶ مسلم شریف۔ ۱۶۵۵/۳۔

ہوتے ہیں' اور اُن میں سے اکثر ملبوسات تو اتنے گھٹیا اور غیر اخلاقی ہیں کہ اُنہیں گھر کی چار دیواری میں محرم رشتہ داروں کے سامنے پہننا بھی جائز نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس قسم کے ملبوسات قیامت کے قریب رونما ہوں گے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا' قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ' وَ نِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُوْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ' لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَ اِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَ كَذَا)) [1]

''جہنمیوں کے دو گروہ ہیں جو میں نے ابھی نہیں دیکھے: ایک گروہ (بدمعاش قسم کے لوگوں اور ظالم حکمرانوں کا) جن کے ہاتھوں میں بیلوں کی دُموں کی طرح کوڑے ہوں گے اور لوگوں کو ماریں گے' اور دوسرا گروہ وہ عورتیں جنہوں نے ایسے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے کہ حقیقت میں ننگی ہوں گی' اپنی طرف مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی' اُن کے سر اس طرح ہوں گے جیسے لمبی گردن والی اونٹنیوں کی ایک طرف مائل کوہانیں' وہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی' حالانکہ جنت کی خوشبو کتنے فاصلے سے محسوس ہوتی ہے۔''

اِن ملبوسات میں وہ لباس بھی داخل ہیں جن کے دامن بہت زیادہ کھلے ہوتے ہیں' یا مختلف جانبوں سے کاٹے گئے ہیں' جب عورت ایسا لباس پہن کر بیٹھتی ہے تو پردہ

[1] مسلم شریف۔ ۳/۱۶۸۰۔

ظاہر ہو جاتا ہے، اور اس میں ویسے بھی کافروں کی مشابہت ہے، ہم ایسی چیزوں سے اللہ کی پناہ پکڑتے ہیں، (آج کل جو ہندوانہ ملبوسات رائج ہیں: لہنگا، ساڑھی وغیرہ یہ مسلمانوں کو زیب نہیں دیتے) اور یہ بات تو انتہائی خطرناک ہے کہ آج کل ملبوسات پر فاحشہ عورتوں کی تصویریں، گلوکاراؤں، فنکاروں، اور گانے بجانے والے مردوں اور عورتوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں، فلموں کے پورے پورے اشتہارات مردوں اور عورتوں کے ملبوسات پر چھپے ہوئے ہیں، آج مسلمان نوجوان گندی عورتوں کی تصویریں اپنے سینوں پر سجائے پھرتے ہیں، اور اسی طرح بعض ملبوسات پر کارٹون بنے ہوئے ہیں، جو کہ اللہ کی تخلیق کا مذاق اڑانا ہے، اور بعض ملبوسات پر میوزک کے اشتہارات، شراب کی بوتلیں، صلیب کے نشانات بُری مجلسوں کے اشتہارات، غلط سوسائٹیوں کے اشتہارات، اور غیر اخلاقی عبارتیں درج ہیں۔ (اور مسلمان ایسے ملبوسات پہن کر اکڑ اکڑ کر چلتا دکھائی دے رہا ہے)

مردوں اور عورتوں کا مصنوعی بال لگوانا

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، اُس نے کہا: میری ایک بیٹی کی شادی ہو رہی ہے اور اُسے بال جھڑ ہو گیا ہے کیا میں اُسے مصنوعی بال لگوا لوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے بال لگوانے والی اور لگانے والی پر لعنت کی ہے۔''

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس

[1] مسلم شریف۔ ۳/۱۶۷۶۔

بات سے سخت منع کیا۔ ہے کہ عورت اپنے سر پر تھوڑے سے بال بھی لگوائے۔ ❶

غرضیکہ آج کل جوڑا' وِگ وغیرہ جو استعمال کیا جارہا ہے' یہ اسی ضمن میں آتا ہے۔ اور آج کل مختلف نمائشوں وغیرہ میں لوگ جو جعلی بال شکل بدلنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور مختلف روپ اختیار کرتے ہیں' اور عجیب وغریب قسم کے ماسک استعمال کرتے ہیں۔ یہ سب حرام ہے' اور لعنت والا کام ہے۔

مَردوں کا عورتوں کی اور عورتوں کا مَردوں کی مشابہت اختیار کرنا

اس فطرت میں سے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے مشروع قرار دیا ہے۔ یہ بات بھی ہے کہ مرد اپنی مردانہ صفات کی حفاظت کرے جس پر اللہ نے اُسے پیدا کیا ہے اور عورت اپنی زنانہ صفات کی حفاظت کرے جس پر اللہ نے اُسے پیدا کیا ہے۔ اور یہ اُن اسباب میں سے ہے جن کے بغیر لوگوں کی زندگی درست اور سیدھی نہیں ہو سکتی۔ اور مردوں کا عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا یہ فطرت کی مخالفت ہے۔ فساد کا دروازہ کھولنا اور معاشرے میں غیر شرعی آزادی کو رائج کرنا ہے۔ اور ایسا کرنا شرعاً بالکل حرام ہے اور چونکہ جس عمل کے بارے شریعت میں لعنت مذکور ہو تو وہ حرام اور کبیرہ گناہ ہوتا ہے۔ تو اِس سلسلے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ)) ❷

''رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت کرنے والے مَردوں اور مَردوں

---

❶ مسلم شریف۔ ۱۶۷۹/۳۔ ❷ بخاری مع الفتح۔ ۳۳۲/۱۰۔

کی نقل اتارنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔''

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ الْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ)) ❶

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخنث مردوں (یعنی جو عورتوں کی نقل اُتارتے ہیں) اور مردوں کی نقل اُتارنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔''

اور یاد رکھئے! مشابہت کبھی حرکات وسکنات اور چال چلن میں ہوتی ہے، یعنی مردوں کی طرح جسم بنانا، اور عورتوں کی طرح چلنا اور کلام کرنا۔

اور کبھی مشابہت لباس پہننے میں ہوتی ہے، پس مردوں کے لئے جائز نہیں کہ ہار، کنگن، پازیب اور بالیاں وغیرہ پہنیں، جس طرح آج کل کچھ طبقات میں مرد یہ سب کچھ پہن رہے ہیں اور عورتوں کے لئے جائز نہیں کہ مردوں کے مخصوص ملبوسات پہنیں، بلکہ دونوں کی ہیئت مختلف ہونی چاہئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لُبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لُبْسَةَ الرَّجُلِ)) ❷

''اللہ نے اُس مرد پر لعنت کی ہے جو عورت جیسا لباس پہنتا ہے اور اُس عورت پر لعنت کی ہے جو مردوں جیسے لباس پہنتی ہے۔''

بال سیاہ کرنا

صحیح بات تو یہی ہے کہ بال کالے کرنا حرام ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے

❶ بخاری مع الفتح ۱۰/۳۳۲۔ ❷ ابو دائود شریف۔ ۴/۳۵۵۔

میں بڑی سخت وعید سنائی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((يَكُوْنُ قَوْمٌ يَخْضِبُوْنَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ)) ❶

''آخری زمانے میں ایک قوم آئے گی جو کالا خضاب لگائیں گے جس طرح کبوتروں کی پوٹیں ہوتی ہیں وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے۔''

آج یہ عمل بہت سارے بوڑھے افراد میں رائج ہے، وہ بالوں کو کالا کرتے ہیں، اوران کے اس عمل پر بہت ساری خرابیاں مرتّب ہوتی ہیں، مثلاً: دھوکا دینا، اللہ کی مخلوق کو داؤ لگانا، حقیقت کے برعکس اپنے آپ کو ظاہر کرنا، اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس چیز کا سلوک شخصی پر بڑا اثر پڑتا ہے، جبکہ نبی ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ مہندی کے ساتھ بڑھاپے کو رنگا کرتے تھے، جس سے سُرخ یا زرد وغیرہ رنگ ظاہر ہوتا تھا اور جب ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن لایا گیا تو اُس کی ڈاڑھی اور سر ثغامہ بوٹی کی طرح انتہائی سفید تھا، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((غَيِّرُوْا هٰذَا الشَّيْبَ بِشَيْءٍ وَ اجْتَنِبُوْا السَّوَادَ)) ❷

''اس بڑھاپے کو کسی چیز سے بدلو لیکن سیاہ سے بچو۔''

اور صحیح بات یہ ہے کہ عورت بھی اس مسئلے میں مرد کی طرح ہے وہ بھی بال سیاہ نہیں کرسکتی۔

---

❶ ابو داؤد شریف۔ ٤/٤١٩، صحیح الجامع۔ ٨١٥٣۔

❷ مسلم شریف ۔٣/١٦٦٣۔

ذی روح اشیاء کی تصویر بنانا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ)) ❶

''یقیناً قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب سے سخت عذاب تصویریں بنانے والوں کو ہوگا۔''

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً وَ لْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً)) ❷

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کون بڑا ظالم ہے اُس شخص سے جو میری تخلیق کی طرح بنانا چاہتا ہے، پس یہ لوگ ایک دانہ پیدا کریں، اور ایک ذرّہ بنا کر دکھائیں۔''

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهٗ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُ فِي جَهَنَّمَ)) ❸

''ہر تصویر بنانے والا آگ میں داخل ہوگا، اور اس کے لئے اُس کی بنائی ہوئی ایک ایک تصویر کے بدلے جان بنائی جائے گی، اور اُس کی ایک ایک جان کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔''

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر ضرور ہی کوئی تصویر بنانا ہو تو درخت

❶ بخاری مع الفتح ۔۱۰/۳۸۲۔ ❷ بخاری مع الفتح ۱۰/۳۸۵۔❸ مسلم شریف۔ ۳/ ۱۶۷۱

کی بنالو یا اُس چیز کی جس میں روح نہیں ہے۔ پس یہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ جاندار اشیاء (انسان، حیوان وغیرہ) کی تصویر بنانا حرام ہے، خواہ کسی جاندار کا سایہ ہو یا نہ ہو، خواہ وہ تصاویر شائع کردہ (مطبوعہ) ہوں، یا ہاتھ سے بنائی گئی ہوں، یا لکڑی پتھر وغیرہ پر نقش کی گئی ہوں، یا کسی دھات کو ڈھال کر بنائی گئی ہوں، احادیث میں ہر قسم کی تصویر کی حُرمت ثابت ہے۔

اور مسلمان کو چاہئے کہ نصوصِ شرعیہ کو تسلیم کر لے اور خواہ مخواہ بحث مباحثہ نہ کرے کہ میں کون سا ان کی پوجا کر رہا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر کوئی صاحبِ بصیرت تصویر کی وجہ سے پھیلنے والی صرف ایک بُرائی پر ہی غور کر لے تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ تصویر کیوں حرام ہے اور وہ بُرائی یہ ہے کہ تصویروں کی وجہ سے معاشرہ بے حیائی اور فحاشی وعریانی کی دلدل میں پھنس گیا ہے۔ بلکہ صرف تصویروں کی وجہ سے لوگ بدکاری جیسی لعنت میں پڑ چکے ہیں۔

اور مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے گھر میں کسی جاندار کی تصویر کو محفوظ نہ کرے تاکہ یہ فرشتوں کے نزول کو مانع نہ ہو۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَ لَا تَصَاوِيرُ)) ❶

''جس گھر میں کتا اور تصویریں ہوں، اُس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''

اور بعض گھروں میں تو کافروں کے عبادت خانوں اور معبودوں کی تصویریں ڈیکوریشن کے طور پر رکھی گئی ہیں، حالانکہ ان کی حُرمت اور زیادہ ہے۔ اور اسی طرح وہ تصویر جو آویزاں کی گئی ہے وہ دوسری تصویر کی نسبت زیادہ خطرناک ہے اور یہ

❶ بخاری مع الفتح ۱۰/۳۸۰۔

آویزاں تصویریں کچھ تو تعظیم کا باعث بنی ہوئی ہیں' اور کچھ غم تازہ کرتی رہتی ہیں اور کچھ فخر وتکبّر تک پہنچا رہی ہیں......اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تصویر تو صرف بطورِ یادگار ہے۔ کیونکہ حقیقی یاد تو وہ ہے جو دِل میں ہو' جس کی بناء پر دعائے خیر زبان سے نکلے' لہٰذا ہر قسم کی تصویر کو گھر سے نکالنا اور ہٹانا ضروری ہے۔

اور وہ تصویریں جو اشیاءِ صرف کی ڈبیوں پر ہیں اور لغت کی کتابوں میں ہیں' اُن کو بھی ممکن حد تک مٹانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہاں وہ تصویریں جو (حکومت کی وجہ سے) مجبوری بن چکی ہیں' یعنی شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ کی تصاویر' تو انہیں مجبوراً محفوظ کیا جاسکتا ہے۔

اور بعض اہلِ علم نے ایسی تصاویر کی بھی گنجائش نکالی ہے جو کسی ایسی چیز پر ہوں جو قدموں تلے روندی جائے۔ بہر حال بچنا ہی بہتر ہے۔

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ [سورۂ تغابن:١٦]

''پس جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔''

جھوٹا خواب گھڑنا

بعض لوگوں کی عادت ہے کہ وہ خواب گھڑتے رہتے ہیں' اور ایسے خواب دیکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں جو انہوں نے نہیں دیکھے اور وہ مخلوق کے ہاں برتری اور فضیلت حاصل کرنا چاہتے ہیں' یا مالی مفاد کی خاطر یا کسی دشمن پر رُعب ڈالنے کے لئے ایسا کرتے ہیں اور بہت سارے لوگ خوابوں کے متعلق عجیب قسم کے اعتقادات رکھتے ہیں اس لئے وہ اِس قسم کے خوابوں سے دھوکا کھا جاتے ہیں۔ حالانکہ جھوٹا خواب گھڑنے کے متعلق بڑی سخت وعید آئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرَيِ اَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ' اَوْ يُرِيَ عَيْنَهٗ مَا لَمْ تَرَ وَيَقُوْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَمْ يَقُلْ)) ❶

''یقیناً بہت بڑا جھوٹ ہے کہ آدمی اپنے غیر باپ کی طرف منسوب ہو' یا وہ ایسا خواب گھڑے جو اُس نے نہیں دیکھا' یا رسول اللہ ﷺ کے بارے میں وہ کہے جو آپ ﷺ نے نہیں فرمایا۔''

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهٗ كُلِّفَ اَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَ لَنْ يَّفْعَلَ)) ❷

''جس نے ایسا خواب بنایا جو اُس نے نہیں دیکھا اُسے تکلیف دی جائے گی کہ وہ جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ ڈالے' اور وہ کبھی نہیں کر سکے گا۔''

غرضیکہ جس طرح اُس نے محال کام کا دعویٰ کیا ہے' اسی طرح اُسے محال کام کی سزا دی جائے گی۔

قبر پر بیٹھنا' روندنا اور قبرستان میں قضائے حاجت کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَاَنْ يَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهٗ فَتَخْلُصَ اِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ)) ❸

❶ بخاری مع الفتح۔ ٦/٥٤٠۔ ❷ بخاری مع الفتح۔ ١٢/٤٢٧۔ ❸ مسلم شریف۔ ٢/٦٦٧۔

''تم میں سے کوئی ایک کسی انگارے پر بیٹھ جائے اور وہ انگارہ اُس کے کپڑے جلا کر جلد تک پہنچ جائے یہ اس کے لئے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔''

اِسی طرح بعض لوگ قبروں کو روندتے ہیں' اور جوتوں سمیت اوپر چڑھ جاتے ہیں' اور مُردوں کا احترام نہیں کرتے' جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَاَنْ أَمْشِيَ عَلٰى جَمْرَةٍ سَيْفٍ اَوْ اَخصَفَ نَعْلِي بِرِجْلِيْ اَحِبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَمْشِيَ عَلٰى قَبْرِ مُسْلِمٍ)) ❶

''میں انگارے پر چلوں یا تلوار پر یا اپنے جوتے پاؤں سے چپکا دوں مجھے اِس بات سے محبوب ہے کہ میں مسلمان کی قبر پر چلوں۔''

اب آپ اندازہ فرمائیں کہ اُس شخص کا کیا حال ہوگا جو قبرستان کی زمین پر قبضہ کر کے اُس پر تجارتی یا رہائشی یونٹ قائم کرے۔ اور جہاں تک قبرستان میں قضائے حاجت کی بات ہے تو بعض بدبخت لوگ ایسا کرتے ہیں کہ قضائے حاجت کے وقت قبرستان میں گھس جاتے ہیں اور مُردوں کو بدبو اور گندگی پہنچاتے ہیں۔ جبکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((وَ مَا اُبَالِيْ أَوَسْطَ الْقَبْرِ قَضَيْتُ حَاجَتِيْ اَوْ وَسْطَ السُّوْقِ)) ❷

''میں قبروں کے درمیان یا بازار کے درمیان قضائے حاجت میں کوئی فرق نہیں سمجھتا۔''

یعنی دونوں فعل برابر ہیں۔ خواہ آدمی بازار میں لوگوں کے سامنے ستر کھول کر

---

❶ ابن ماجه شريف۔ ۱/۴۹۹۔ و صحيح الجامع۔ ۵۰۳۸۔ ❷ ابن ماجه شريف۔ ۱/۴۹۹' و صحيح الجامع۔ ۵۰۳۸۔

قضائے حاجت کرے یا قبرستان میں قضائے حاجت کرے۔ اور اسی طرح جو لوگ قبرستان میں کوڑا کرکٹ پھینکتے ہیں، وہ بھی اِس وعید میں داخل ہیں۔ اور زیارتِ قبور کے آداب میں سے ہے کہ قبروں کے درمیان چلتے وقت جوتا اُتار دیا جائے۔

پیشاب سے نہ بچنا

شریعتِ اسلامیہ کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے کہ اس میں انسان کے ہر معاملے کی اصلاح ہے، تو نجاستوں سے بچاؤ ایک اہم مسئلہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے شریعتِ اسلامیہ میں اس سلسلے میں استنجاء وغیرہ کا حکم دیا ہے، اور وہ کیفیت بتائی ہے جس سے طہارت و پاکیزگی حاصل ہو۔ لیکن بعض لوگ اس سلسلے میں بڑی سستی کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں اُن کے کپڑے نجس رہتے ہیں اور اِس کے نتیجے میں نماز درست نہیں ہوتی اور انسان عذابِ قبر کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے باغات میں سے کسی باغ کے پاس سے گزرے تو آپ نے دو شخصوں کی آواز سُنی جنہیں قبر میں عذاب دیا جا رہا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ))

''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور انہیں کسی بڑے کام کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں (اور ایک روایت میں ہے یقیناً یہ بڑا کام ہے) ان میں سے ایک اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا تھا''[1] بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے:

[1] بخاری مع الفتح۔ ۱/۳۱۷۔

((اَکْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ فِی الْبَوْلِ)) ❶

''اکثر عذابِ قبر پیشاب کی وجہ سے ہے۔''

اور پورا پیشاب کرنے سے پہلے اُٹھ کھڑے ہونا' یا ایسی جگہ پیشاب کرنا جہاں پیشاب کے چھینٹے اُس پر پڑیں' یا استنجاء نہ کرنا' یا استنجاء وغیرہ صحیح طرح نہ کرنا یہ سب پیشاب سے نہ بچنے کے مختلف انداز ہیں اور آج ہمارے دور میں اہلِ کُفر کی نقل میں ایسے باتھ روم اور ٹائلٹ بن چکے ہیں جہاں پردے کا صحیح اہتمام نہیں۔ لوگ بے شرم ہو کر آنے جانے والوں کے سامنے ہی پیشاب کرتے ہیں' اور استنجاء بھی نہیں کرتے' اور اس طرح دو حرام کاموں کا ارتکاب ہوتا ہے ایک شرمگاہ کو نہ چھپانا اور دوسرا پیشاب سے نہ بچنا۔ (اور آج کل جو نہانے اور پاخانہ' پیشاب کرنے کا ایک ہی جگہ اہتمام کیا جاتا ہے' یہ بھی بہت بُری بات ہے' اور یہ انداز بھی لوگوں نے اہلِ کُفر کی نقل میں اختیار کیا ہے)۔

کسی قوم کی بات پر کان لگانا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لَا تَجَسَّسُوْا......﴾ [الحجرات:۱۱]

''اور جاسوسی نہ کرو۔''

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنِ اسْتَمَعَ اِلٰی حَدِیْثِ قَوْمٍ وَّ هُمْ لَهٗ کَارِهُوْنَ صُبَّ فِیْ اُذُنَیْهِ

❶ مسند احمد۔ ۲/۳۲۶' صحیح الجامع۔ ۱۳۱۲۔

الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❶

''جس نے کسی قوم کی باتوں پر کان لگایا جسے وہ نہ پسند کرتے ہوں تو قیامت کے دن اُس کے کانوں میں پگھلا ہوا تانبہ ڈالا جائے گا۔''

اور جب آدمی جاسوسی کر کے دوسرے لوگوں تک خبر پہنچائے تو وہ دوہرا مُجرم ہوگا کیونکہ اُس نے جاسوسی کے ساتھ ساتھ چغلی بھی کی ہے۔اورارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)) ❷

''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

نوٹ:(ہاں جہاد کے دوران کافر کی جاسوسی جائز ہے اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے)۔

پڑوسیوں سے بدسلوکی

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی کتاب میں پڑوسیوں سے حسنِ سلوک کی وصیت فرمائی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿......وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ......﴾[سورۂ نساء:۳٦]

''اور قریبی پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں سے حُسنِ سلوک کرو۔''

اور پڑوسیوں کو ستانا حرام ہے کیونکہ اُن کا حق بہت بڑا ہے۔حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ طبرانی۔ ۲٤۹/۱۱۔' بخاری۔ ٦٠٠٤۔ أنك سے مراد پگلا ہوا تانبہ ہے۔ ❷ بخاری مع الفتح۔ ٤٧٢/١٠۔ چغل خور وہ ہے جو کسی قوم کی باتیں سنتا ہے اور ان کو پتہ نہیں ہوتا پھر ان باتوں کو آگے بتاتا ہے۔

((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَ اللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، قِيلَ وَ مَنْ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)) ❶

''اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، پوچھا گیا کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا ہمسایہ اُس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں۔''

اور نبی ﷺ نے پڑوسی کے حق میں پڑوسی کی اچھی تعریف یا پڑوسی کے خلاف پڑوسی کی مذمت کو حسنِ سلوک یا بدسلوکی کے لئے معیار مقرر فرمایا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں: ایک آدمی نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ مجھے کیسے علم ہوگا کہ میں حسنِ سلوک یا بدسلوکی کر رہا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا سَمِعْتَ مِنْ جِيرَانِكَ يَقُولُونَ: قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ، وَ إِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُولُونَ قَدْ اَسَأْتَ فَقَدْ اَسَأْتَ)) ❷

''جب تو اپنے پڑوسیوں سے یہ سُنے کہ تُو نے حسنِ سلوک کیا ہے تو سمجھ لے کہ تُو حسنِ سلوک کر رہا ہے، اور جب تُو اپنے پڑوسیوں سے یہ سنے کہ تُو نے بدسلوکی کی ہے تو سمجھ لے کہ تو بدسلوک ہے۔''

اور پڑوسیوں کو ستانے کی کئی شکلیں ہیں، مشترکہ دیوار میں لکڑی گاڑنے سے روکنا، یا اس کی اجازت کے بغیر اس پر عمارت کو اونچا کر کے ہوا یا دھوپ کو روکنا، یا اُس کے گھر کی طرف جھانکنے کے لئے اُس کی طرف روشندان یا کھڑکیاں کھولنا، یا پریشان کن آوازوں سے ستانا خصوصاً آرام اور نیند کے وقت، یا اُس کے بچوں کو مارنا اور اُس

❶ بخاری مع الفتح۔ ۱۰/۴۴۳۔ ❷ مسند احمد۔ ۱/۴۰۲۔

کے دروازے پر کوڑا کرکٹ پھینکنا' یہ سب پڑوسیوں سے بدسلوکی کی شکلیں ہیں اور کوئی بھی گناہ جب پڑوسیوں سے کیا جائے تو وہ گناہ خطرناک ہو جاتا ہے۔ جس طرح حدیث میں ہے:

((لَاَنْ يَّزْنِيَ الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ اَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ اَنْ يَّزْنِيَ بِامْرَأَةِ جَارِهٖ...... لَاَنْ يَّسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرَةِ اَبْيَاتٍ اَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ اَنْ يَسْرِقَ مِنْ بَيْتِ جَارِهٖ)) ❶

''آدمی کا پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا دس عورتوں کے ساتھ زنا کرنے سے زیادہ خطرناک ہے اور آدمی کا ہمسایوں کے گھر سے چوری کرنا دس گھروں سے چوری کرنے سے زیادہ خطرناک ہے۔''

بعض خائن اور بددیانت لوگ رات کی ڈیوٹی دینے والے ہمسائے کے گھر گھس کر بگاڑ پیدا کرتے ہیں پس ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب کی بربادی ہے۔

وصیت میں نقصان پہنچانا

شریعت کے قواعد میں سے ہے کہ نہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاؤ اور نہ دوسروں کو نقصان دو۔ لہٰذا وصیت کے ذریعے شرعی وارثوں کو نقصان پہنچانا اِس قاعدے کی خلاف ورزی کرنا ہے اور ایسا کرنے والے کو نبی ﷺ نے وعید فرمائی ہے:

((مَنْ ضَارَّ اَضَرَّ اللّٰهُ بِهٖ' وَ مَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) ❷

''جس نے کسی کو نقصان پہنچایا اللہ اُسے نقصان پہنچائے گا۔ اور جس نے کسی

❶ الادب المفرد ۱۰۳۔ ❷ مسند احمد۔ ۴۵۳/۳۔

کو مشقت میں ڈالا اللہ اُسے مشقت میں ڈالے گا۔''

اور وصیت میں نقصان دینے کی صورتیں یہ ہیں: کہ کسی وارث کو محروم کرنے کی وصیت کر جائے' یا شریعت کے خلاف وصیت کر جائے' یا تیسرے حصے سے زائد کی وصیت کر جائے۔

اور جن علاقوں میں لوگ شرعی عدالتوں کے تابع نہیں ہیں وہاں حق والے کو اپنا حق لینا ناممکن ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اُن علاقوں میں وضعی عدالتیں اور محکمے ہیں جو خلافِ شرع فیصلے کرتے ہیں اور ظالمانہ وصیتوں کو بھی نافذ کر دیتے ہیں۔ پس ہلاکت ہے ایسے لوگوں کیلئے بایں سبب اُس کے جو اُن کے ہاتھوں نے لکھا' اور بربادی ہے اُن کے لئے بایں سبب اُس کے جو وہ کماتے ہیں۔

نردشیر کھیلنا (شطرنج کی قسم کا ایک کھیل)

لوگوں کے درمیان رائج بہت ساری کھیلیں حرام کاموں پر مشتمل ہیں' اور اُن میں سے ایک نردشیر ہے۔

نبی ﷺ نے جوئے کا دروازہ کھولنے والے اِس کھیل سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ شِيْرَ فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيْرٍ وَّ دَمِهِ)) [1]

''جس نے نردشیر کھیلا گویا کہ اُس نے اپنے ہاتھوں کو خنزیر کے گوشت اور خون میں رنگا۔''

اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

[1] مسلم شریف۔ ٤/ ١٧٧٠۔

((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ)) ❶

''جس نے نرد شیر کھیلا اُس نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔''

ایسے شخص کو لعنت بھیجنا جو لعنت کا مستحق نہیں

اکثر لوگ اپنی زبانوں پر کنٹرول نہیں کرتے اور غصے میں آ کر لعن طعن میں جلدی کرتے ہیں' اور انسانوں' جانوروں' جمادات' دنوں اور گھڑیوں کو لعنت کرتے ہیں' بلکہ بسا اوقات اپنے آپ پر اور اپنی اولاد پر لعنت بھیجتے ہیں۔ حتیٰ کہ میاں اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے میاں کو لعن طعن کرتی ہے۔ حالانکہ یہ بڑا خطرناک کام ہے۔ ابو زید ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَ مَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهٖ)) ❷

''مؤمن کو لعن طعن کرنا اُسے قتل کرنے کی طرح ہے۔''

اور کیونکہ لعن طعن کی عادت عورتوں میں زیادہ ہے' اس لئے آپ ﷺ نے لعن طعن کو عورتوں کے جہنم میں داخل ہونے کے اسباب میں سے شمار کیا ہے' اور اِسی طرح لعن طعن کرنے والے قیامت کے دن سفارشی نہیں بن سکیں گے' اور اس سے بھی بڑھ کر خطرناک بات یہ ہے کہ جب ناجائز لعنت کی جائے تو لعنت اپنے آپ پر لوٹ آتی ہے' تو آدمی اپنے ہی آپ کو اللہ کی رحمت سے دوری کی بددُعا دینے والا بن جاتا ہے۔

❶ مسند احمد۔ ٤/٣٩٤' صحیح الجامع ٦٥٠٥۔ ❷ بخاری مع الفتح۔ ١٠/٤٦٥۔

نوحہ کرنا

انتہائی خطرناک برائیوں میں سے ایک برائی نوحہ کرنا ہے' یہ جو عورتیں مرنے پر بلند آواز میں چیخ و پکار کرتی' بین کرتی اور چہرہ پیٹتی ہیں اور اسی طرح کپڑے پھاڑنا' سر منڈوانا اور سر پر پٹی باندھنا وغیرہ سب نوحہ کی مختلف شکلیں ہیں' اور یہ سب کچھ اللہ کے فیصلے پر عدم رضا کی دلیل ہے اور مصیبت پر عدم صبر کی دلیل ہے۔ نبی ﷺ نے ایسا کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجْهَهَا وَ الشَّاقَّةَ جَيْبَهَا وَالدَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ)) ❶

''کہ رسول اللہ ﷺ نے (مصیبت کے وقت) چہرہ چھیلنے والی' گریبان پھاڑنے والی اور ہلاکت و بربادی کی پکار لگانے والی پر لعنت بھیجی ہے۔''

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وَ شَقَّ الْجُيُوْبَ وَ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) ❷

''جو رخسار پیٹے' گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی پکار پکارے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

---

❶ ابن ماجه شريف۔ ۱/۵۰۵۔ ❷ بخاری مع الفتح۔ ۳/۱۶۳۔

((اَلنَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ عَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَ دِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ)) ❶

''نوحہ کرنے والی اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو اُسے قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا اس حال میں کہ اُس پر پگھلے ہوئے تانبے کی قمیص اور خارش کا کرتہ ہوگا۔''

کسی کو چہرے پر مارنا اور چہرے پر داغ لگانا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

((نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَ عَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ)) ❷

''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر داغ لگانے سے منع فرمایا۔''

اکثر والدین اور اساتذہ اولاد اور شاگردوں کو چہرے پر تھپڑ مارتے ہیں' اسی طرح بعض لوگ اپنے خادموں اور غلاموں سے یہ سلوک کرتے ہیں' حالانکہ اس میں چہرے کی اہانت ہے جس کے ساتھ اللہ نے انسان کو عزت بخشی ہے اور یوں بھی چہرے پر مارنے سے بعض دفعہ اہم حواس میں سے کوئی حس ضائع ہو جاتی ہے جس پر شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پھر قصاص بھی طلب کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح جانوروں کے چہرے پر داغ لگانا جس کے ساتھ اُن کا دوسرے جانوروں سے امتیاز مقصود ہے' یہ بھی حرام ہے' کیونکہ یہ جانور کو تکلیف دینا ہے۔ اگر بڑی زیادہ ضرورت

❶ مسلم شریف۔ حدیث نمبر ٩٣٤۔ ❷ مسلم شریف۔ ١٦٧٣/٣۔

محسوس کی جائے تو چہرے کی بجائے کسی اور جگہ داغ لگا لینا چاہئے۔

شرعی عذر کے بغیر کسی مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ ناراض رہنا

مسلمانوں کی باہمی ناراضگی اور بائیکاٹ خُطُوَاتُ الشَّیْطٰنِ میں سے ہے' اور اکثر لوگ شیطان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں سے بغیر شرعی سبب کے تین دن سے زائد ناراض رہتے ہیں' کسی مادی اختلاف یا ناموافق مؤقف کی بناء پر' اور یہ ناراضگی لمبی مدت تک قائم رہتی ہے' اور کئی دفعہ انسان نہ بولنے کی قسم اُٹھا لیتا ہے' اور گھر میں داخل نہ ہونے کی نذر مان لیتا ہے اور مسلمان بھائی کو راستے میں دیکھ کر اعراض کرتا ہے' اور کسی مجلس میں دیکھتا ہے تو اُسے چھوڑ کر دوسروں سے مصافحہ کرتا ہے جبکہ یہ چیز اسلامی معاشرے میں کمزوری کا باعث ہے' اسی لئے شریعت نے اس کے بارے میں سخت فیصلہ اور شدید وعید سُنائی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ)) ❶

''مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے اور اُس سے ناراض رہے۔ پس جس شخص نے تین دن سے زیادہ بائیکاٹ کیا اور وہ اس حال میں مر گیا تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔''

اور ابو خراش اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ بِسَفْكِ ❷ دَمِهٖ)) ❸

❶ ابو دائود شریف ٥/٢١٥۔ ❷ كَسَفْكِ (ز) ❸ الآدب المفرد ٤٠٦۔

''جس نے اپنے مسلمان بھائی سے ایک سال ناراضگی رکھی پس یہ اُس کا خون بہانے کی طرح ہے۔''

اور مسلمانوں کی باہمی ناراضگی کا یہی نقصان کافی ہے کہ آدمی اللہ کی مغفرت سے محروم ہو جاتا ہے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِی کُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَیْنِ' یَوْمَ الاِثْنَیْنِ وَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ' فَیُغْفَرُلِکُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْداً بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَآءُ فَیُقَالُ: اُتْرُکُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیْئَا)) ❶

''لوگوں کے اعمال ہر ہفتے میں دو مرتبہ سوموار اور جمعرات کے دن اللہ کے ہاں پیش کئے جاتے ہیں تو ہر مومن بندے کو بخشا جاتا ہے' سوائے اُس شخص کے جس کے درمیان اور اس کے بھائی کے درمیان دشمنی اور ناراضگی ہے' تو کہا جاتا ہے: ''ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔''

اور آپس میں لڑنے والوں میں سے جو توبہ کرے' پس اُس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے بھائی کے پاس جائے' اور سلام' دُعا کے ساتھ اُسے ملے' اگر اس نے ایسا کر لیا لیکن اس کے بھائی نے انکار کیا تو اِس کا ذمہ پورا ہو گیا اور انکار کرنے والا قصوروار ٹھہرا۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ' یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ هٰذَا وَ یُعْرِضُ هٰذَا' وَ خَیْرُهُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)) ❷

❶ مسلم شریف ـ ۱۹۸۸/٤ ـ ❷ بخاری مع الفتح ـ ٤۹۲/۱۰ ـ

''کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین راتوں سے زیادہ ناراض رہے کہ دونوں راستے میں اگر مل پڑیں تو یہ بھی اعراض کر لے اور وہ بھی اعراض کر لے۔ اور اِن دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔''

ہاں اگر کوئی شرعی سبب موجود ہو' مثلاً: نماز چھوڑنا' بے حیائی پر اصرار کرنا' تو اِس صورت میں اگر ناراضگی اور بائیکاٹ مفید ثابت ہونے کا امکان ہو تو پھر بائیکاٹ واجب ہے' اور اگر بائیکاٹ کے نتیجے میں مزید سرکشی اور بے دینی کا اندیشہ ہو تو پھر درست نہیں' کیونکہ اِس بائیکاٹ میں مصلحت نہیں بلکہ خرابی ہے' پھر یہی درست ہے کہ آدمی اچھے طریقے سے سمجھاتا رہے' اور وعظ و نصیحت کرتا رہے۔ ❶

بہر حال یہ وہ عام پھیلے ہوئے حرام کام ہیں جنہیں میں اِس کتابچے میں جمع کر سکا ہوں۔ ❷

ہم اللہ تعالیٰ سے اُس کے اسماءِ حُسنیٰ کے ساتھ سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اِس قدر خشیت عطا فرمائے جس سے وہ ہمارے اور ہماری برائیوں کے درمیان حائل ہو

---

❶ جس طرح نبی ﷺ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور اُس کے دو ساتھیوں کا بائیکاٹ کیا کیونکہ اس میں مصلحت تھی' اور عبداللہ بن ابی اور دوسرے منافقوں کا بائیکاٹ نہیں کیا' کیونکہ اُن کے حق میں بائیکاٹ مفید نہیں تھا۔ (ز)

❷ یوں تو موضوع بہت طویل ہے' یوں میرا خیال ہے کہ میں مزید فائدے کے لیے تمام منہیات اور محرمات ایک مستقل کتاب میں جمع کروں جن کا تذکرہ کتاب وسنت میں موجود ہے۔ تو یہ کام بھی ان شاء اللہ عنقریب کر دیا جائے گا۔

جائے اور اتنی اطاعت بخشے کہ جس کے ساتھ وہ ہمیں اپنی جنت میں پہنچائے اور ہمارے گناہ اور ہماری زیادتیاں معاف فرمائے' اور ہمیں حلال کے ساتھ حرام سے اور اپنے فضل کے ساتھ اپنے غیر سے بے نیاز کردے' اور وہ ہماری توبہ قبول فرمائے اور ہمارے گناہ دھوڈالے یقیناً وہی سننے والا قبول کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد ﷺ آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر رحمت فرمائے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



توبۂ نصوح

مسلمان بہن' بھائیو! ہم آپ کے سامنے فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کے چند کلمات پیش کرتے ہیں' جن میں آپ کے لئے توبہ کی طرف اچھی رہنمائی ہے:

- توبہ: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ کر اُس کی فرمانبرداری کی طرف رجوع کرنا ہے۔
- توبہ: اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾ [البقرة : ٢٢٢]

''یقیناً اللہ بہت توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

- توبہ: ہر مومن پر واجب ہے:

﴿ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحاً ﴾[تحريم : ٨]

'' ایمان والو! اللہ کی بارگاہ میں خالص توبہ کرو۔''

- توبہ: کامیابی کے اسباب میں سے ہے:

﴿ وَ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعاً اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾

[النور : ٢٦]

''اور تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو اے مومنو! تا کہ تم فلاح پاؤ'' اور فلاح کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو مطلوبہ چیز مل جائے اور جس چیز سے وہ ڈر رہا ہے اُس سے وہ نجات پالے۔

❁ **توبۂ نصوح:** توبۂ نصوح کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دیتا ہے خواہ وہ کتنے ہی بڑے ہوں اور کتنے ہی زیادہ ہوں۔

﴿ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ [زمر : ۵۳]

''کہہ دو! اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے' اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے' یقیناً وہ ہی بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔''

اس لئے مسلمان بہن' بھائیو! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں' (اور گناہوں سے سچی توبہ کرلیں) توبہ کا دروازہ اُس وقت تک کھلا ہے جب تک سورج مغرب کی طرف سے طلوع نہیں ہوتا۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ يَدَهٗ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ وَ يَبْسُطُ يَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ اللَّيْلِ' حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا)) [1]

''اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات کے وقت پھیلاتا ہے تا کہ دن کو گناہ کرنے والا

[1] صحیح مسلم۔ کتاب التوبة۔ باب قبول التوبة من الذنوب و ان تکررت الذنوب التوبة۔

توبہ کر لے اور اپنا ہاتھ دن کو پھیلاتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کر لے۔''

اور کتنے ہی بڑے بڑے گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں جن کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً آخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا يَزْنُوْنَ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَاماً يُضَاعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا. اِلَّا مَنْ تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَّ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْراً رَحِيْماً. ﴾ [الفُرقان : ٦٨-٧٠]

''اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو نہیں پکارتے، اور جس جان کو اللہ نے حرام ٹھہرایا اُسے ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا نہیں کرتے، اور جو یہ کام کرے گا اُسے گناہ ہوگا، اُس کے لئے عذاب دوگنا کیا جائے گا قیامت کے دن اور وہ اُس میں ذلیل ہو کر ہمیشہ رہے گا مگر وہ جو توبہ کر لے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے پس یہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اِن کی بُرائیاں بھی نیکیوں میں تبدیل کر دے گا، اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔''

❁ توبۂ نصوح: وہ ہے جس میں پانچ شرطیں جمع ہوں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص، یعنی جس توبہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور اللہ کے ثواب کی امید ہو اور اُس کے عذاب سے نجات طلب کی

جائے۔

(۲) نافرمانی پر شرمندگی ہو اور غمگینی ہو اور یہ آرزو پیدا ہو کہ میں یہ گناہ نہ ہی کرتا۔

(۳) فوراً اس گناہ اور نافرمانی کو چھوڑ دیا جائے یعنی اگر وہ حقوق اللہ میں سے ایسا عمل ہے جسے چھوڑنا واجب ہے تو فوراً چھوڑ دیا جائے اور اگر وہ گناہ ترکِ واجب کی شکل میں تھا تو فوراً اُس پر عمل کیا جائے اور اگر وہ حقوق العباد میں سے ہے تو اُس کی ادائیگی کی جائے یا حق والے سے معاف کروایا جائے۔

(۴) آئندہ ایسا جُرم نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا۔

(۵) توبہ قبولیت کا وقت گزر جانے کے بعد نہ ہو اور اس کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ جب آدمی کی موت کا وقت آ جائے تو توبہ کی قبولیت ختم ہو جاتی ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ......﴾ [النسآء: ١٨]

''اور ان لوگوں کی توبہ نہیں جو بُرائیاں کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ جب اُن میں سے کسی ایک کو موت آتی ہے تو کہتا ہے کہ میں اَب توبہ کرتا ہوں۔''

اور دوسری شکل یہ ہے کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) ❶

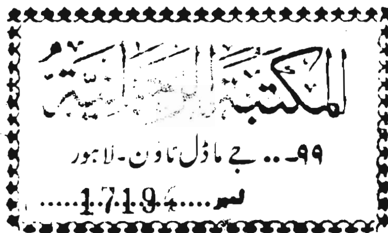
''جو شخص سورج کے مغرب کی طرف سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لے اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول کرتا ہے۔''

یا اللہ! ہمیں توبۂ نصوح کرنے کی توفیق عطاء فرما اور ہماری طرف سے قبول فرما' یقیناً تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔ (ابنِ عثیمین رحمۃ اللہ علیہ)

آخر میں ہم اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور آپ کو ہدایت وتوفیق بخشے' اور جو کچھ ہم نے اِس کتابچے میں لکھا ہے اُسے ہمارے حق میں حجت بنائے' ہمارے خلاف حجت نہ بنائے' آمین۔

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ





❶ صحیح مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء۔ باب استحباب الاستغفار والاستکثار منہ۔



یہ مطبوعات فور کلر، جاذب نظر ٹائیٹل، بہترین بائنڈنگ، اعلیٰ طباعت اور معیاری پیپر پر مشتمل ہیں

